موت کا وعدہ
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی
کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

موت کا وعدہ

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- ○ مہاناگ کا زہریلا پھن
- ○ وقت کا غار
- ○ مردے سے گفتگو
- ○ لاش کی واپسی
- ○ موت کا وعدہ

قیمت ۵۰/۵ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اول ـــ ۱۹۸۳ء

ناشر: مکتبہ اقرأ [illegible] شاہ عالم مارکیٹ لاہور

مطبع: [illegible] پرنٹرز لاہور

پیارے دوستو!

ناگ امبا دیوی کی مورتی اور ماریا کی تلاش میں کیلاش پربت کے ایک پہاڑی غار میں دیوداسی کے ساتھ مہا رشی کے سامنے آتا ہے۔ ناگ کو یہاں ایک کڑی آزمائش سے گذرنا پڑتا ہے۔ مہا رشی نے لڑکیوں کے آدھے دھڑ پتھر کے کر رکھے ہیں۔ ناگ کو اس خفیہ منتر کا سراغ لگانے آیا ہے جس کی مدد سے وہ ماریا کے پتھر کے آدھے دھڑ کو پھر سے زندہ کر سکتا ہے۔ مہا رشی مہاناگ سانپ کو طلب کرتا ہے۔ وہ مہا رشی کے جادو کے اثر میں ہے اور ناگ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ ناگ عجیب مشکل میں پھنس جاتا ہے۔ لیکن وہ ایک سنسنی خیز ترکیب پر عمل کرتا ہے اور مہا رشی کے جادو کو توڑ ڈالتا ہے اور وہاں سے ماریا کو دوبارا زندہ کرنے کے لیے روانہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ آپ خود پڑھ لیں گے۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ کو اس قسط کے سنسنی خیز دلچسپ اور قدم قدم پر حیرت میں گم کر دینے والے واقعات سے دور رکھوں۔

جلدی سے ورق اُلٹ کر پڑھنا شروع کر دیں۔ اگلی قسط میں آپ سے ملاقات ہو گی۔

آپ کا

اے حمید

مہاناگ کا زہریلا پھن

دیو داسی ناگ کو ایک سادھو کے پاس لے گئی۔

یہ سادھو ایک پہاڑی غار کے اندر سامنے آگ کا الاؤ روشن کیے بیٹھا تھا۔ یہ بڑا موٹا تازہ تھا اور اس کی آنکھیں اتنی سرخ تھیں کہ لگتا تھا ابھی خون ٹپکنے لگے گا۔ دیو داسی نے سادھو کے آگے جا کر جھک کر ہاتھ جوڑے اور کہا:

"گورو دیو! یہ آدمی مہاراج رشی کلیش کا چیلا بننے آیا ہے۔ کہتا ہے میں ان کے چرنوں میں رہ کر ان کی ساری عمر خدمت کرنا چاہتا ہوں۔"

سادھو نے لال لال آنکھوں سے ناگ کو دیکھا۔ ناگ کو سادھو کی آنکھیں اپنے جسم میں اترتی محسوس ہوئیں۔ لیکن آخر وہ بھی ناگ دیوتا تھا۔ کوئی معمولی انسان نہیں تھا۔ اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ مگر یہ ظاہر کرتا رہا کہ وہ ایک غریب آدمی ہے اور رشی کلیش کا چیلا بننے آیا ہے۔ اسے اتنا یقین تھا کہ کوئی معمولی انسان یہ نہیں جان سکتا کہ وہ ناگ ہے اور پانچ ہزار سال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ے زندہ ہے اور تاریخ کے پرانے زمانے میں سفر کر رہا ہے۔ سادھو نے کڑک دار آواز میں کہا:

"تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟"

ناگ نے وہی کہانی سادھو کو بھی سنائی کہ وہ ہستنا پور سے رشی جی مہاراج کی تعریف سن کر ان کا چیلا بننے آیا ہے اور ایک غریب آدمی ہے۔

سادھو نے کہا:

"مہا رشی کلیش کا چیلا بننا آسان کام نہیں ہے تمہیں اس کے لیے ایک کڑی آزمائش سے گزرنا ہوگا۔"

ناگ نے سوچا کہ خدا جانے یہ کڑی آزمائش کون سی ہوگی۔ لیکن وقت بڑا کم رہ گیا تھا۔ امبا دیوی کی مورتی حاصل کرنے اور اسے واپس بمبئی شہر میں شیلا کے پاس لے جانے میں پانچ دن باقی رہ گئے تھے۔ وہ ہر کڑی آزمائش کے لیے تیار تھا۔

اس نے کہا:

"مہاراج! میں اس کڑی آزمائش کے لیے تیار ہوں۔"

سادھو نے دیو داسی سے کہا:

"اب تم جا سکتی ہو۔"

دیو داسی سلام کر کے واپس چلی گئی۔ سادھو نے ناگ کو ساتھ لیا اور غار کے اندر ایک کوٹھڑی میں لے گیا۔ یہیں ایک پٹاری رکھی تھی۔ ناگ نے اسی وقت ایک سانپ کی بُو سونگھی۔ پٹاری میں کالا سیاہ سانپ تھا۔ سانپ نے بھی پٹاری کے اندر ناگ دیوتا کی بُو سونگھ لی تھی۔ وہ سلام کرنے کے لیے پٹاری سے باہر نکلنے ہی والا تھا کہ ناگ نے اپنی زبان میں اسے وہیں اپنی جگہ پر رہنے کے لیے کہا۔ پٹاری میں بند سانپ یہ حکم سن کر خاموش اور پرسکون ہو گیا۔

سادھو نے پٹاری کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"اس پٹاری میں ایک ایسا زہریلا سانپ بند ہے جو اگر کسی کو کاٹ لے تو وہ پانی نہیں مانگتا اور وہیں مر جاتا ہے۔ تمہاری آزمائش یہ ہے کہ یہ سانپ تمہیں کاٹے گا۔ اگر تم اس کے کاٹنے کے بعد بھی زندہ رہے تو تمہیں مہا رشی کلیش جی کا چیلا بنا دیا جائے گا کیا تم اس آزمائش کے لیے تیار ہو؟"

ناگ نے کہا:

"ہاں۔ میں تیار ہوں۔"

سادھو کچھ حیران سا ہوا کہ یہ نوجوان اتنی جلدی اپنی موت کو گلے لگانے پر تیار ہو گیا ہے۔ ضرور یہ رشی کلیش کا

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سچا عقیدت مند ہے۔ مگر سادھو کو ناگ کی جوانی پر ترس بھی آنے لگا۔ کیوں کہ اسے یقین تھا کہ سانپ کے کاٹنے کے بعد یہ نوجوان زندہ نہ بچ سکے گا۔ اس نے ایک سونٹی کی مدد سے پٹاری کا ڈھکنا اوپر اٹھا کر پرے پھینک دیا۔ ایک کالا سانپ پھنکار مار کر پٹاری سے نکلا اور پھن اٹھا کر سادھو کی طرف بڑھا۔ سادھو اچھل کر پتھر کے اوپر چڑھ گیا۔ ناگ نے اپنی خاموش زبان کے سگنل میں سانپ سے کہا کہ وہ سادھو کو کچھ نہ کہے اور صرف ناگ کو آکر جھوٹ موٹ ڈس دے۔ سانپ نے کہا کہ میری یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ میں عظیم ناگ دیوتا کے جسم کے ساتھ اپنا منہ لگاؤں۔

ناگ نے غصے میں کہا:

"بدبخت! اگر تم نے مجھے نہ ڈسا تو میں ابھی تمہیں جلا کر بھسم کر دوں گا۔"

سانپ کانپ گیا۔ اس نے آہستہ آہستہ ناگ کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ سادھو پتھر کے اوپر کھڑا یہ منظر خوفزدہ آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

اسے ناگ کی جوانی پر ایک بار پھر ترس آیا۔ مگر اس کی موت اب لکھی جا چکی تھی۔ سانپ ناگ کے قریب آکر

پھنکارا۔ اور اس نے ناگ کی اجازت لے کر اور اس سے اپنی زبان میں ایک بار پھر معافی مانگ کر اس کی ٹانگ پر ڈس دیا۔ ناگ کو اس کی زندگی میں پہلی بار کسی سانپ نے ڈسا تھا۔ اس پر یہ اثر ہوا کہ سانپ کا زہر ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں زخم سے نکل کر باہر آگیا۔ سانپ پر ناگ کے خون کا یہ اثر ہوا کہ وہ تڑپ کر اچھلا تین چار قلابازیاں کھائیں اور بھاگ کر اپنی پٹاری میں چھپ گیا اور اس کا سارا جسم ہانپنے لگا۔

ناگ نے یونہی جھوٹ موٹ یہ ظاہر کیا کہ اس پر سانپ کے زہر کا اثر ہونے لگا ہے اور وہ بے ہوش ہو رہا ہے۔ وہ ایک بار گر بھی پڑا اور اس نے آنکھیں بھی بند کر لیں۔ سادھو نے پٹاری بند کر دی تھی اور اب ناگ کے پاس کھڑا افسوس کر رہا تھا۔

"نوجوان! میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ تم اس آزمائش پر پورے نہیں اتر سکو گے۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے۔ تمہارے دن پورے ہو گئے ہیں۔"

یہ کہہ کر سادھو واپس جانے لگا تو ناگ نے اسے آواز دے کر کہا:

"رشی کلیش! میری محبت کو کوئی زہر ہلاک نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں کر سکتا۔ ہر آزمائش پر میری محبت پورا اترے گی۔"

سادھو نے حیرانی سے ناگ کو دیکھا جس پر سانپ کے زہر نے کوئی اثر نہیں کیا تھا۔ وہ بھی مان گیا کہ واقعی اس نوجوان کو رشی کلیش سے جو عقیدت ہے اس نے سانپ کے زہر کو شکست دے دی ہے۔

سادھو نے ناگ سے کہا:

"تم آزمائش میں کامیاب ہو گئے ہو۔ میں تمہیں مہا رشی کلیش کے پاس لے جا رہا ہوں۔ وہ تمہیں اپنا چیلا بنا لیں گے۔"

سادھو نے ناگ کو ساتھ لیا اور غار سے نکل کر پہاڑی راستے پر اوپر کو چلنے لگا۔ کافی دور اوپر جا کر پہاڑی کی چوٹی پر ایک تنگ منہ والا غار آیا جس میں سے ناگ اور سادھو کو جھک کر گزرنا پڑا۔ اس غار میں ناگ نے دیوار کے ساتھ ساتھ خوب صورت لڑکیوں کے پتھر کے بت بنے ہوئے دیکھے جو بالکل زندہ لگ رہے تھے۔

ناگ نے سادھو سے پوچھا:

"یہ بت کس نے بنائے ہیں؟"

سادھو بولا:

"یہ بت کسی نے نہیں بنائے۔ یہ اصلی زندہ لڑکیاں

تھیں۔ مہا رشی کی دیو داسیاں تھیں جن سے کسی بات پر ناراض ہو کر مہا رشی نے ایسا منتر پھونکا کہ وہ پتھر کے بت بن گئیں۔"

ناگ کو یقین آ گیا کہ اگر یہ مہا رشی زندہ کو پتھر بنا سکتا ہے اور کسی خفیہ منتر کے پڑھنے سے پتھر کے بت کو دوبارا زندہ بھی کر سکتا ہے۔ سادھو ناگ کو لے کر غار میں ایک ایسی جگہ پر آ گیا جہاں ایک پتھر کے ایک چبوترے پر ببر کی کھال بچھی تھی۔ اس پر ایک ہٹا کٹا جوان سادھو گیروے کپڑے پہنے آلتی پالتی مارے آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔ اس کے آگے آگ کا الاؤ روشن تھا۔ اس کے پاس ہی ایک پتھر پر پھیلے ہوئے پھن والے سانپ کا بت رکھا ہوا تھا۔ یہ بہت سفید پتھر کا بنا ہوا تھا۔

سادھو نے ناگ کے کان میں کہا:

"یہ مہا رشی کلیش ہیں۔ جھک کر سلام کرو۔"

ناگ نے جھک کر سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔

مہا رشی کلیش نے اپنی سرخ آنکھیں کھولیں اور ناگ کی طرف دیکھ کر کہا:

"تم آزمائش میں پورے اترے ہو۔ مجھے معلوم ہو گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ سانپ نے تمہارے خون پر کوئی اثر نہیں کیا۔
میں تمہیں اپنا چیلا بناتا ہوں۔"

ناگ نے کہا:

"مہا رشی! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ نے مجھے اپنا چیلا بنایا۔"

مہا رشی نے سادھو سے کہا:

"تم جا سکتے ہو۔ اس نوجوان کو میرے پاس رہنے دو۔"

سادھو نے جھک کر سلام کیا اور الٹے پاؤں غار سے واپس نکل گیا۔

مہا رشی نے ناگ سے کہا:

"بیٹھ جاؤ۔"

ناگ وہیں بیٹھ گیا۔ مہا رشی کچھ دیر ناگ کو بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر بولا:

"سچ سچ بتاؤ تم کون ہو اور یہاں کیا کرنے آئے ہو؟"

پہلے تو ناگ سمجھا کہ اس شخص کو سب معلوم ہو گیا ہے کہ وہ اصل میں کون ہے اور وہاں کس مطلب کے لیے آیا ہے۔ پھر اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے مہا رشی کو کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا ہو۔

PDFBOOKSFREE.PK

اس نے کہا:

"مہاراج! میں ہستنا پور کا ایک غریب کسان ہوں۔ میں نے آپ کی تعریف سنی تو آپ سے عقیدت ہو گئی اور دل نے کہا کہ چل کر آپ کی خدمت کروں۔ میں صرف آپ کی خدمت کرنے آیا ہوں۔"

مہا رشی نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموش بیٹھا گھور کر ناگ کو تکتا رہا۔ پھر بولا:

"تم پہلے انسان ہو جو میرے چیلے بنے ہو اور جس پر ہمالیہ کے سب سے زہریلے سانپ کے زہر نے اپنا اثر نہیں کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ بھگوان نے تمہیں غیر معمولی طاقت عطا کر رکھی ہے۔ بھگوان نے مجھے بھی غیر معمولی طاقت دے رکھی ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں اپنی طاقت کا بھی راز بتا دوں تو تمہیں میرے ہر حکم پر عمل کرنا ہو گا۔ کیا تم اس پر تیار ہو؟"

ناگ نے جھٹ کہا:

"میں آپ کا ہر حکم مانوں گا۔ مہاراج! آپ بے شک مجھے آزما کر دیکھ لیں۔"

اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ رشی کلیش کے پاس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انسان کو پتھر بنانے اور پھر سے زندہ کرنے کا خفیہ منتر موجود تھا مگر اس کے پاس اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ سانپ کے زہر کو بے اثر کر سکے۔ مہا رشی یہ طاقت حاصل کرنے کے لیے ایک وظیفہ کر رہا تھا۔ وہ وظیفہ یہ تھا کہ وہ ایک دیو داسی کو ایک سانپ سے ڈسوا رہا تھا۔ دیو داسی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ اسے ایک زہریلے سانپ سے منتر پڑھ کر ڈسوایا جا رہا ہے۔ جب دیو داسی کو پندرہ دن سانپ ڈسے گا تو وہ پتھر کی بن جائے گی۔ مہا رشی نے پھر اس پتھر بنی ہوئی دیو داسی کو غار میں پتھر بنی دیو داسیوں کے جو دوسرے بت پڑے تھے ان کے ساتھ رکھ دینا تھا۔ یہ اس کے چلّے کا آخری بت تھا۔ آخری دیو داسی کو سانپ ڈسوانے کا وہ آخری دن تھا۔ اس کے بعد اسی روز رات کو دیو داسیوں کے تمام بتوں کو مہا ناگ سانپ سے ایک ایک کر کے ڈسوانا تھا جس سے ساری دیو داسیوں کے پتھریلے بت جل کر راکھ ہو جاتے۔ اس راکھ کو مہا رشی نے اپنے جسم پر ملنا تھا۔ اس کے بعد مہا رشی ایک ہزار برس تک زندہ رہ سکتا تھا۔ بس یہی وہ چاہتا تھا۔ اس کے لیے مشکل یہ تھی کہ وہ چھوٹے سانپ پر منتر پڑھ کر اسے اپنے سے دور رکھ سکتا تھا مگر مہا ناگ سانپ پر اس

کا منتر نہیں چلتا تھا۔ وہ مہا رشی کو ڈس کر ہلاک کر سکتا تھا۔ چنانچہ جب اس نے دیکھا کہ ناگ پر زہر کا کوئی اثر نہیں ہوا تو اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ چنانچہ اس نے ناگ سے کہا،

"میرے ساتھ رہو۔ تمہیں آج رات میرا ایک حکم بجا لانا ہو گا۔ پھر تم کو میں اپنی طاقت عطا کر دوں گا۔"

حالانکہ مہا رشی نے دل میں فیصلہ کر رکھا تھا کہ جب وہ ناگ سے اپنا کام نکلوا لے گا تو اسے منتر پڑھ کر جلا کر راکھ کر دے گا۔

ناگ نے کہا:

"میں آپ کا ہر حکم مانوں گا مہاراج!"

"شاباش! اب رات کا اندھیرا پھیلنے کا انتظار کرو۔"

ناگ وہیں مہا رشی کے سامنے آگ کے الاؤ کے پاس بیٹھ گیا۔ مہا رشی نے آنکھیں بند کر لیں اور گیان دھیان کرنے لگا۔ جب رات کا اندھیرا پھیل گیا تو مہا رشی نے آنکھیں کھول کر کہا:

"اب وقت آ گیا ہے۔ جو کچھ میں کروں خاموشی سے دیکھتے رہو۔ خبردار بیچ میں بولنا مت۔ اپنے ہونٹوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو بند رکھنا:

ناگ نے ہاتھ باندھ کر کہا:

"ایسا ہی ہو گا مہاراج!"

مہارشی نے تالی بجائی۔ غار کے ایک دروازے میں سے ایک خوب صورت لمبے بالوں والی دیو داسی داخل ہوئی مہارشی کے پاس آکر اس نے ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا اور پھر رقص کرنے لگی۔ رقص کرنے کے بعد جب اس کا جسم پسینے میں شرابور ہو گیا تو وہ مہارشی کے سامنے آکر لیٹ گئی۔ مہارشی نے تھوڑی دیر بعد ہاتھ اٹھا کر اس کے جسم پر [illegible] گیا اور کہا:

"اب تم بے ہوش ہو چکی ہو۔ یہ تمہاری زندگی کی آخری رات ہے۔ اب تم سورگ میں بھی جاؤ گی!"

مہارشی اپنی جگہ سے اُٹھا۔ اس نے منہ ہی منہ میں کچھ منتر پڑھے اور سانپ کے اس بت پر پھونکے جو اس کے پاس ہی رکھا ہوا تھا۔ منتر کی پھونک سے سانپ میں جان پڑ گئی اور وہ رینگتا ہوا مہارشی کی طرف آیا۔ مہارشی نے ہاتھ سے بے ہوش دیو داسی کی طرف اشارہ کیا۔ سانپ دیو داسی کے پاس گیا اور پھر چونکا اور ناگ کی طرف دیکھا۔

ناگ نے اپنی خاص زبان میں اسے حکم دیا کہ مہارشی نے اسے جو کہا ہے وہ کرے۔ سانپ نے ناگ کے حکم کو مانتے ہوئے دیو داسی کی گردن پر ڈس دیا۔ ایک بار ڈسا۔ پھر دوسری بار اور تیسری بار ڈسا۔ دیو داسی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر وہ بے حس ہو گیا۔ سانپ رینگتا ہوا واپس چبوترے پر آکر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ مہارشی نے اس پر منتر پڑھا اور وہ پھر پتھر بن گیا۔

اب مہارشی نے دیو داسی کے جسم پر کپڑا ڈال دیا اور آنکھیں بند کر کے منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ ناگ خاموش بیٹھا یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ دس منٹ کے بعد مہارشی نے آنکھیں کھول دیں اور ناگ کی طرف دیکھ کر بولا:

"اس دیو داسی کے اوپر سے کپڑا اٹھاؤ اور دیکھو کہ میری خفیہ طاقت کی وجہ سے یہ کیا بن گئی ہے!"

ناگ نے آگے بڑھ کر دیو داسی کے اوپر سے کپڑا ہٹایا تو وہ چونک پڑا۔ کیوں کہ دیو داسی جو ایک لمحے پہلے زندہ تھی اور رقص کر رہی تھی اب پتھر بن چکی تھی۔ مہارشی بولا: "آؤ اب اسے اٹھا کر دوسری دیو داسیوں کے بتوں

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ساتھ غار کی دیوار کے ساتھ لگا دیتے ہیں۔"
مہارشی نے ناگ کے ساتھ مل کر دیو داسی کے بت کو اٹھایا اور غار کی دیوار کے ساتھ جو دوسری دیو داسیوں کے بت لگے تھے ان کے پاس لا کر کھڑا کر دیا۔

مہارشی کی طرف دیکھ کر کہا:

"اب تمہیں جو کام کرنا ہو گا میں وہ بتاتا ہوں۔ میں ایک خاص منتر پڑھوں گا۔ اس کی وجہ سے ہمالیہ پربت کا سب سے زہریلا اور سانپوں کا بادشاہ مہا ناگ سانپ یہاں آ جائے گا۔ میں پتھروں کے پیچھے چھپ جاؤں گا۔ وہ تمہیں ڈسنے کی کوشش کریگا اور تم پر حملہ کرے گا۔ چونکہ تم پر سانپ کے زہر کا اثر نہیں ہوتا اس لیے اگر وہ سانپ تمہیں ڈس بھی دے تو تمہارا کچھ نہیں بگڑے گا۔ مگر میرے سارے منتر اس پر بے کار ہیں اور وہ مجھے ہلاک کر سکتا ہے۔ تم اس سے بچنے کی کوشش کرنا۔ پھر یہ مہاناگ سانپ باری باری ان تمام دیو داسیوں کو ڈسے گا۔ مہا ناگ کے منہ سے زہر نکل کر جب پتھر کے بتوں پر گرے گا تو ساری دیو داسیوں کے بت شدید گرمی سے پگھل کر راکھ بن جائیں گے۔ بس

مجھے اس راکھ کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد میرا چلہ پورا ہو جائے گا۔ کیا تم تیار ہو؟"

"میں تیار ہوں گورو دیو!" ناگ نے کہا۔

"میرے ساتھ آؤ!"

مہارشی واپس سانپ کے بت کے پاس اپنے چبوترے پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے ایک بار پھر منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد ناگ نے مہاناگ سانپ کی بُو محسوس کی۔ وہ سمجھ گیا کہ وہاں سے دُور نیچے جس گڑھے کے اندر وہ ماریا کے پاس مہا ناگ کو چھوڑ آیا تھا وہاں سے وہ چل کر آ گیا ہے۔ اتنے میں غار میں مہا ناگ نمودار ہوا۔

اس نے ناگ کو دیکھا تو اپنی زبان میں بولا:

"عظیم ناگ! میں اس مہارشی کے جادو میں بندھا ہوا یہاں آ گیا ہوں۔ لیکن اگر تم حکم دو تو میں اسے جب یہ منتر پڑھ چکے تو ہلاک کر دوں؟"

ناگ نے کہا:

"نہیں۔ ایسا نہیں کرنا۔ مجھے ابھی اس سے وہ خفیہ منتر معلوم کرنا ہے جس کی مدد سے ماریا کو پھر سے زندہ کرنا ہے۔ تم جس طرح یہ کہتا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسی طرح کرو۔

جب مہا ناگ غار میں آ گیا تو مہا رشی نے آنکھیں کھول دیں اور اٹھ کر اپنے گرد ایک دائرہ بنا لیا اور ناگ سے کہا،

"اے میرے چیلے! اب تم اس مہا ناگ کو ساتھ لے کر دیو داسیوں کے بتوں کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ یہ ایک ایک کر کے سارے بتوں کو ڈسے۔"

ناگ نے مہا ناگ سے کہا:

"اے مہا ناگ! میرے ساتھ چلو اور دیو داسیوں کے پتھر کے بتوں کو ایک ایک کر کے ڈس دو۔"

مہا ناگ آگے آگے چل کر دیو داسیوں کے بتوں کے پاس آ گیا۔ یہاں آ کر اس نے ناگ سے کہا،

"عظیم ناگ! میں نے ان دیو داسیوں کے بتوں کو ڈسا تو یہ جل کر راکھ ہو جائیں گی اور اس راکھ کو اپنے جسم پر مل کر یہ مہا رشی ایک ہزار برس کے لیے زندہ ہو جائے گا۔ جب اس کا یہ مطلب نکل جائے گا تو تمہیں یہ خفیہ منتر نہیں بتائے گا۔ اس لیے اس سے جو شرط منوانی

ہے ابھی منوا لو۔ پھر یہ تمہارے ہاتھ نہیں آئے گا۔ اس وقت اس کو تم سے غرض ہے۔"

مہا ناگ نے بڑے پتے کی بات کہی تھی ناگ نے کہا،

"پھر اس سلسلے میں تم میری مدد کرو۔"

مہا ناگ نے کہا،

"اس کے جادو کی وجہ سے میں اس دائرے کے اندر داخل نہیں ہو سکتا جو اس نے اپنے اردگرد کھینچ رکھا ہے۔ تم کسی طرح اسے دائرے سے باہر نکال لاؤ۔ پھر میں سنبھال لوں گا۔"

ناگ نے کچھ دیر غور کیا اور کہا:

"ایک ترکیب میرے ذہن میں آئی ہے۔"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے زور سے چیخ ماری اور زمین پر گر پڑا۔ مہا رشی نے وہیں اپنے اردگرد کھینچے ہوئے دائرے کے اندر بیٹھے بیٹھے آواز دی۔

"کیا ہوا؟"

ناگ نے چلا کر کہا:

"مجھ پر مہا ناگ نے حملہ کر دیا ہے۔ مجھے بچاؤ۔"

مہا رشی نے کہا:

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں یہاں سے باہر آیا تو وہ مجھ پر بھی حملہ کر دیگا۔"

ناگ نے جواب دیا:

"آپ باہر نہ آئے تو آپ کا چلّہ پورا نہ ہو سکے گا۔ مہا ناگ کسی دیو داسی کے بُت کو نہیں ڈسے گا۔ اس نے مجھے جکڑ رکھا ہے۔"

ناگ کے کہنے پر مہا ناگ نے ناگ کو لپیٹ لیا تھا۔

مہا رشی اب مجبور ہو گیا کہ اپنے دائرے سے نکل کر ناگ کی مدد کرے۔ جوں ہی وہ اپنے دائرے سے باہر نکلا، مہا ناگ نے اچھل کر مہا رشی کو دبوچ لیا اور اس کے جسم کو اپنے کنڈل میں جکڑ لیا اور اپنا پھن اس کی گردن پر رکھ دیا۔ مہا رشی تھر تھر کانپنے لگا اور اسے پسینہ آ گیا۔

ناگ اب اس کے سامنے آ گیا۔ اس نے کہا:

"اے رشی کلیش! یہ مہا ناگ میرے حکم میں ہے میں اسے جو کہوں گا وہی کرے گا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ یہ تمہاری جان بخشی کر دے اور تمہیں ڈس کر ہلاک نہ کرے تو مجھے وہ خفیہ منتر بتاؤ جسے پڑھ کر تم پتھر بنی ہوئی انسانی مورتی کو پھر سے زندہ کر دیتے ہو"

مہا رشی تو ناگ کا یہ روپ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ سمجھ گیا کہ اس کے ساتھ گہری سازش کی گئی ہے۔ مگر اب وہ مجبور تھا۔

اسے اپنی جان کی فکر پڑ گئی تھی۔ مہا ناگ سانپ اپنا شکنجہ کس رہا تھا اور بار بار زبان نکال رہا تھا۔

مہا رشی نے کہا:

"مہا ناگ سے کہو کہ مجھے نہ ڈسے۔ میں تمہیں خفیہ منتر بتائے دیتا ہوں"

ناگ نے کہا:

"تم مجھے خفیہ منتر بتاؤ اور فکر نہ کرو مہا ناگ تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔ لیکن اگر تم نے مجھ سے دھوکہ کیا اور غلط منتر بتایا تو یاد رکھو مہا ناگ تمہیں زندہ نہ چھوڑے گا"

مہا رشی بولا:

"میں دھوکہ نہیں کروں گا۔ وعدہ کرتا ہوں"

ناگ نے کہا:

"تو پھر پہلے منتر پڑھ کر دیو داسی کے بت کو زندہ کرو"

مہا رشی کلیش نے اب بلند آواز میں ایک منتر پڑھنا شروع کیا۔ یہ پرانی سنسکرت زبان کا ایک اشلوک تھا جو ناگ کی سمجھ میں آ گیا۔ کیونکہ وہ دنیا کی پرانی سے پرانی زبان بھی سمجھ سکتا تھا۔ مہا رشی نے منتر پڑھ کر دیو داسی کے

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک بت پر پھونک ماری۔ پتھر کے بت میں جان پڑ گئی۔ دیو داسی زندہ ہو گئی۔ اس نے آنکھیں کھول کر مہارشی کو سانپ کے شکنجے میں دیکھا تو چیخ مار کر وہاں سے بھاگ گئی۔ اب ناگ نے خود وہ ہی خفیہ منتر پڑھ کر باری باری دیو داسیوں کے دوسرے بتوں پر پھونکا۔ ان سب بتوں میں جان پڑ گئی۔ ساری دیو داسیاں مہاناگ اور مہارشی کو دیکھ کر وہاں سے شور مچاتی بھاگ گئیں۔

مہارشی نے کہا:

"اب تمہیں خفیہ منتر بتا دیا گیا ہے۔ مجھے اس مہاناگ سے نجات دلاؤ"

ناگ نے کہا:

"نہیں ابھی ایک شرط باقی ہے"

ناگ نے کہا:

"وعدہ کرو کہ تم کسی انسان کو اب پتھر نہیں بناؤ گے؟"

مہارشی نے کہا:

"میں وعدہ کرتا ہوں"

مہاناگ بولا:

"ناگ دیوتا! اس شخص کا کوئی اعتبار نہیں"

ناگ نے کہا:

"مجھے اعتبار کرنا ہی پڑے گا مہاناگ! سوائے اعتبار کرنے کے میں اور کیا کر سکتا ہوں"

مہاناگ نے جواب دیا:

"اس کا علاج میرے پاس ہے"

یہ کہہ کر مہاناگ نے اپنا پھن مہارشی کے پاؤں کے قریب لا کر اس کے دونوں پاؤں پر باری باری ڈس دیا۔ مہارشی کی چیخ نکل گئی۔ مہاناگ نے اسے چھوڑ دیا۔

ناگ نے کہا:

"یہ تم نے کیا کر دیا؟ اسے ہلاک نہیں کرنا تھا۔ یہ میرے وعدے کے خلاف بات ہے"

مہاناگ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں نے اس کے جسم میں جو زہر داخل کیا ہے اس سے یہ ہلاک نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ وہ زہر ہے جو یہ شخص ایک سانپ کی مدد سے دیو داسیوں کے جسموں میں داخل کر کے انہیں آہستہ آہستہ پتھر بنا رہا تھا۔ میں نے اس کے جسم میں اتنا زہر داخل کر دیا ہے کہ اب یہ آہستہ آہستہ پتھر نہیں بنے گا"

ناگ نے کہا:

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"پھر کیا ہو گا اس کے ساتھ؟"

مہا ناگ نے جواب دیا:

"یہ ابھی آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔"

مہا رشی زہر کی وجہ سے خوف زدہ ہو کر بھاگ کر چبوترے پر چلا گیا اور منتر پڑھ کر اپنے ارد گرد ایک دائرہ کھینچنے لگا۔ لیکن اس کے ہاتھ کی حرکت سست پڑنے لگی۔ اسے اپنے جسم میں خون جمتا محسوس ہوا۔ مہا رشی سمجھ گیا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ وہ چیخ مار کر وہاں سے بھاگنے لگا تو اس کا ایک پاؤں آگے کو اٹھا ہوا رہ گیا۔ اس کا وہ پاؤں پتھر کا ہو گیا تھا۔ اس نے دوسرا پاؤں زمین سے اٹھانے کی کوشش کی تو وہ بھی پتھر بن چکا تھا۔ اس نے چلا کر کہا:

"تم لوگوں نے میرے ساتھ ظلم کیا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"تم نے خدا جانے کتنی عورتوں کے ساتھ ظلم کیا ہے اور انہیں انسانوں سے پتھر بنا دیا ہے۔ اب اپنے کیے کی سزا بھگتو۔"

مہا رشی نے کہا:

"میں نے جتنی زندہ عورتوں کو پتھر بنایا تھا۔ وہ

ساری کی ساری زندہ ہو کر یہاں سے چلی گئی ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"مگر تمہارے منتر کی وجہ سے وہ ایک عورت جو آدھی پتھر بن چکی ہے ابھی زندہ نہیں ہوئی۔"

مہا رشی بولا:

"تم کو میں نے خفیہ منتر بتا دیا ہے بھگوان کے لیے تم منتر پڑھ کر اسے بھی زندہ کر دو۔"

ناگ نے کہا:

"جب وہ عورت زندہ ہو جائے گی تو تمہاری دونوں پتھر کی ٹانگوں میں بھی جان پڑ جائے گی۔"

یہ کہہ کر ناگ نے مہا ناگ کو ساتھ لیا اور غار سے باہر نکل آیا۔ مہا رشی اپنی پتھر کی ٹانگوں پر وہاں کھڑے کا کھڑا انہیں حسرت سے جاتے ہوئے دیکھتا رہ گیا۔ غار سے باہر آ کر ناگ مہا ناگ سانپ کے پھن کے اوپر بیٹھ گیا اور مہا ناگ نے ہوا میں اڑنا شروع کر دیا۔ وہ سیدھا وادی کے غار کے اندر گڑھے میں آ گئے۔ یہاں مہا ناگ کے حکم سے ہمالیہ پربت کے سارے سانپوں نے پجاریوں اور سادھوؤں کو جکڑ رکھا تھا اور وہ خوف کے مارے کانپ رہے تھے۔ ناگ مہا ناگ سانپ کے پھن پر سے اتر کر نیچے آ گیا۔ ماریا ناگ

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی پوچھنے لگی :

"کیا تم کامیاب لوٹے ہو ناگ؟"

"ہاں ماریا"

اور ناگ نے خفیہ منتر پڑھ کر ماریا پر پھونکا تو ایک ہلکے سے دھماکے کی آواز آئی اور ماریا غائب ہو گئی جس پتھر کے چبوترے میں اس کی ٹانگیں گڑھی ہوئی تھیں وہ ٹوٹ پھوٹ کر بکھر گیا اور ناگ نے دیکھا کہ وہاں امبا دیوی کی وہ مورتی پڑی تھی جو شیلا کے گھر سے ماریا کے ساتھ ہی غائب ہو گئی تھی۔ ناگ آگے بڑھ کر امبا دیوی کی مورتی کو اٹھانے لگا تھا کہ اس نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ اسے ماریا کی آواز آئی :

"اسے اٹھا لو ناگ! اب یہ تمہیں کچھ نہیں کہے گی۔ یہ تمہارے قابو میں آ چکی ہے۔ تم اسے جو کہو گے وہی کرے گی۔ اس کا جادو ہم دونوں کے لیے ختم ہو چکا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"خدا کا شکر ہے کہ تم زندہ ہو ماریا۔ میں تو تمہیں غائب ہونے سے پریشان ہو گیا تھا۔"

ماریا بولی:

"میں زندہ ہوں اور پھر اپنی اصلی حالت پر واپس آ گئی ہوں۔ اس مورتی کو اٹھا لو اور چلو اسے جا کر شیلا کو واپس کریں۔"

ناگ نے مورتی اٹھا لی۔ سارے پجاری اور سادھو یہ سب کچھ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ ادھر ماریا کے زندہ ہوتے ہی کیلاش پربت پر مہارشی کی ٹانگوں میں بھی جان پڑ گئی تھی اور اس نے خدا کے آگے ہاتھ جوڑ کر توبہ کر لی کہ وہ آئندہ کبھی کسی انسان کو منتر پڑھ کر پتھر کا بت نہیں بنائے گا۔

ناگ نے مہا ناگ سے کہا:

"میں اور ماریا اب یہاں سے جاتے ہیں۔ ہمیں ابھی ایک اور فرض پورا کرنا ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ تم جو چاہو سلوک کرو۔"

یہ کہہ کر ناگ گڑھے میں سے باہر نکل گیا۔ باہر آ کر اس نے ماریا سے پوچھا:

"تم میرے ساتھ ہو ماریا؟"

"ہاں —— کیا تمہیں میری خوشبو نہیں آ رہی ناگ؟"

"آ رہی ہے۔ پھر بھی میں تمہاری آواز سننا چاہتا تھا۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا۔ وہ دونوں پہاڑ کے غار سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باہر نکل آئے۔ مورتی ناگ کے ہاتھ میں تھی۔ اس کی آنکھوں میں ہیرے جڑے تھے۔ اور دونوں ہاتھ پیچھے کو اٹھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں پہاڑ پر برف کے راستوں سے اتر کر نیچے وادی میں آ گئے۔

یہاں پہنچ کر ناگ نے ماریا سے کہا:

"اب ہمیں واپس شیلا کے پاس جانا ہو گا۔"

ماریا نے کہا:

"لیکن شیلا ہمارے زمانے سے دو ہزار برس آگے ۱۹۸۳ء کے زمانے میں زندگی بسر کر رہی ہے سوال یہ ہے کہ ہم اس کے زمانے میں کیسے پہنچیں۔"

ناگ نے امبا دیوی کی مورتی کے بارے میں ساری کہانی ماریا کو سنائی اور کہا:

"ہمارے پاس صرف دو روز باقی رہ گئے ہیں۔ اگر ہم یہ مورتی لے کر دو دنوں کے اندر اندر شیلا کے پاس ۱۹۸۳ء کے زمانے کے بمبئی شہر نہ پہنچے تو اُن کے خاندان کے لوگ مرنا شروع ہو جائیں گے۔"

ماریا بولی:

"وقت تو بڑا کم رہ گیا ہے اور پھر ہم اپنی مرضی سے نہ آگے کے زمانے میں جا سکتے ہیں اور نہ پیچھے کے

زمانے میں آ سکتے ہیں۔ ہم تو وقت کے ہاتھوں مجبور ہیں ناگ بھیا!"

ناگ بولا:

"یہی بات تو مجھے پریشان کر رہی ہے لیکن ہمیں اس کا کوئی نہ کوئی حل تلاش کرنا ہو گا اور وہ بھی دو دنوں کے اندر اندر۔"

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد ناگ نے ماریا سے کہا کہ چلو یہاں سے تو نکلتے ہیں۔ بعد میں سوچ لیں گے کہ ہمیں دو ہزار برس آگے کے زمانے میں کیسے جانا ہو گا اور وہ دونوں ہمالیہ کی پہاڑی وادی میں میدانوں کی طرف روانہ ہو گئے۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وقت کا غار

ماریا اور ناگ سارا دن وادی میں سفر کرتے رہے۔

اب صرف ایک دن باقی رہ گیا تھا۔ ناگ پریشان تھا۔ شام ہوئی تو وہ ایک دریا کے کنارے پہنچ کر ذرا دم لینے کو بیٹھ گئے۔ تھکاوٹ تو انہیں کبھی بھی نہیں ہوئی تھی۔ بس ناگ چاہتا تھا کہ کسی جگہ بیٹھ کر غور کرے کہ واپس دو ہزار برس آگے جانے کے لیے کیا ہو سکتا ہے۔ جب سے انہوں نے اپنا پانچ ہزار سال کا واپسی کا سفر شروع کیا تھا ایسا ایک بار بھی نہیں ہوا تھا۔ کہ وہ اپنی مرضی سے دو چار سو برس آگے یا چھ سات سو برس پیچھے چلے گئے ہوں۔ یہ ان کی اپنی مرضی نہیں ہوتی تھی بلکہ قدرت جب چاہتی اچانک انہیں کسی حادثے کے ساتھ تاریخ میں کچھ سو برس پیچھے یا آگے پھینک دیتی تھی۔ مگر اب انہیں خود دو ہزار برس آگے جانے کی ضرورت پڑ گئی تھی۔

ناگ اور ماریا ۱۹۸۳ء کے زمانے میں جا کر واپس آئے

PDFBOOKSFREE.PK

تھے۔ یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ دنیا ترقی کر کے ۱۹۸۳ء کے زمانے میں پہنچ چکی ہے اور وہ دو ہزار برس پیچھے تاریخی زمانے میں دھکیل دیئے گئے ہیں اب انہیں کوئی ایسا ذریعہ چاہیے تھا جو انہیں دو ہزار برس آگے لے جاتا۔ امبا دیوی کی مورتی ناگ کے پاس تھی۔ ماریا اس کے قریب ہی گھاس پر بیٹھی تھی۔ ناگ اسے دیکھ تو نہیں سکتا تھا مگر اسے اس کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ ماریا کی خوشبو ہی ناگ کے لیے اسے دیکھنے کے برابر تھی۔

سورج غروب ہو گیا۔ اور رات کا اندھیرا جنگل میں چاروں طرف چھا گیا۔ جہاں ناگ اور ماریا بیٹھے ہوئے تھے وہاں ان سے کوئی پچاس گز کے فاصلے پر ایک پہاڑی کی چڑھائی شروع ہوتی تھی۔ اس پہاڑی میں جہاں چڑھائی شروع ہوتی تھی وہاں دو نوکیلی چٹانوں کے درمیان ایک راستہ بنا ہوا تھا۔ یہ راستہ پہاڑی کے اندر جاتا تھا۔ اس قسم کے کھوہ اور پہاڑی غار وہاں عام دیکھنے میں آتے تھے۔ چنانچہ ناگ اور ماریا نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ وہ واپسی کے سفر کے بارے میں آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ ناگ کہہ رہا تھا کہ صرف کل کا دن بیچ میں رہ گیا ہے اگر واپس جانے کا کوئی ذریعہ نہ بن سکا تو ساری محنت ضائع ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جائے گی اور امبا دیوی کی مورتی واپس لینے کے لیے جتنی تکلیف اٹھائی ہے وہ کسی کام نہیں آئے گی اور شیلا کے گھر کی تباہی شروع ہو جائے گی۔

اتنے میں ناگ کو اندھیرے جنگل کی گہری خاموشی میں ایک آواز سنائی دی جیسے گھوڑا ہنہنایا ہو۔ آواز ایسی تھی جیسے کسی بند جگہ سے آئی ہو۔

ناگ نے ماریا سے کہا:

"تم نے گھوڑے کی آواز سنی ہے ماریا؟"

"ہاں۔ میں نے سنی ہے۔ مگر یہاں کوئی گھوڑا دکھائی نہیں دیتا۔"

جنگل میں اگرچہ بڑا گہرا اندھیرا چھا گیا تھا لیکن ماریا اور ناگ اندھیرے میں اچھی طرح دیکھ لیتے تھے۔ ناگ نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ آس پاس کہیں کوئی گھوڑا نہیں تھا۔

ناگ نے کہا:

"تم نے محسوس کیا کہ آواز کسی بند جگہ سے آئی تھی۔"

ماریا بولی:

"وہ سامنے چٹانوں کے درمیان جو غار ہے کہیں وہاں سے تو نہیں آئی؟"

ناگ بولا:

PDFBOOKSFREE.PK

"مگر اس غار میں گھوڑا کس نے باندھ رکھا ہوگا۔ ہم تو شام سے یہاں بیٹھے ہیں۔ کم از کم ہمارے سامنے تو کوئی گھوڑ سوار اس غار میں نہیں گیا۔"

ماریا کہنے لگی:

"یہ کوئی بات نہیں، ہو سکتا ہے کوئی گھوڑ سوار دوپہر ہی سے وہاں آرام کر رہا ہو۔"

ابھی ماریا نے بات ختم ہی کی تھی کہ چٹانوں کے درمیان جو غار دکھائی دے رہا تھا۔ اس میں سے ایک عورت کی چیخ کی آواز آئی۔ اور اس کے ساتھ ہی گھوڑا زور سے ہنہنایا اور پھر اندھیرے میں ایک گھوڑ سوار گھوڑا دوڑاتا غار میں سے نکلا اور ناگ کے قریب سے ہو کر آگے نکل گیا۔ اس نے ایک عورت کو بالوں سے پکڑ کر اپنے آگے بٹھا رکھا تھا اور وہ چیخیں مار رہی تھی۔ ناگ اور ماریا چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ گھوڑ سوار نے درختوں میں ایک چکر لگایا اور ایک بار پھر گھوڑا دوڑاتا ناگ اور ماریا کے سامنے سے گزر کر اسی غار کے اندھیرے میں داخل ہو گیا۔ عورت کی چیخوں کی آوازیں غار سے آ رہی تھیں۔

ناگ نے ماریا سے کہا:

"ہمیں اس عورت کی مدد کرنی چاہیے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے کہا:

"چلو غار میں چلتے ہیں۔"

اور ناگ اور ماریا بھاگ کر غار میں داخل ہو گئے۔ پہلے تو غار میں انہیں کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ عورت کی چیخوں کی آوازیں اب بہت دور سے آ رہی تھیں۔

ناگ نے کہا:

"آوازیں اندر سے آ رہی ہیں۔ میرے ساتھ آؤ۔"

وہ دونوں غار میں آگے بڑھتے گئے۔

ماریا نے کہا:

"یہ کس قسم کا اندھیرا ہے کہ ہمیں بھی کچھ دکھائی نہیں دیتا۔"

ناگ بولا:

"ایسا اندھیرا میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ میں آگے بڑھ رہا ہوں۔ تم میرے ساتھ رہنا۔"

ماریا کہنے لگی:

"عورت کی چیخوں کی آوازیں اب اور دُور ہو گئی ہیں۔ یہ غار کتنا لمبا ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔"

"لیکن ہمیں اس عورت کی مدد کرنی ہے ماریا! وہ مصیبت میں ہے۔"

ناگ نے کہا اور غار میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد انہیں ہلکی روشنی دکھائی دینے لگی۔ یہ روشنی ایسی تھی جیسے غبار سا پھیلا ہوا ہو۔ روشنی کا ہلکا ہلکا غبار۔

"یہ روشنی کہاں سے آ رہی ہے؟" ماریا نے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔" ناگ بولا۔

پھر اس نے غار میں ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"وہ دیکھو ماریا! روشنی اس دیوار سے آ رہی ہے۔"

ماریا بولی:

"عورت کے چیخنے کی آوازیں بھی اسی طرف سے آ رہی ہیں۔"

وہ غار کے پتھروں میں سے ہوتے ہوئے اس دیوار کے پاس آ گئے۔ جہاں سے روشنی کا ہلکا ہلکا غبار سا بلند ہو رہا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ غار کی دیوار پر ایک چوکھٹا لگا ہوا ہے۔ جیسے بڑی تصویروں کا ہوتا ہے جو دیوار پر لگی ہوتی ہیں اور اس چوکھٹے میں روشنی ہو رہی ہے۔ ماریا اور ناگ نے آگے بڑھ کر غور سے دیکھا تو انہیں دیوار کی اس تصویر کے اندر وہی گھوڑ سوار دکھائی دیا جو درختوں میں گھوڑا دوڑا رہا تھا اور عورت اس نے آگے دبوچ رکھی تھی عورت اسی طرح چیخ رہی تھی اور گھوڑ سوار اسے بالوں سے پکڑ کر بار بار جھنجھوڑ رہا تھا۔ پھر وہ ناگ اور ماریا کے

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھتے دیکھتے درختوں میں غائب ہو گیا اور عورت کی چیخوں کی آواز آنا بند ہو گئی۔

ماریا حیرانی سے بولی:

"یہ دیوار کے اندر تصویر میں کیا ہو رہا ہے؟ یہ تو زندہ تصویر ہے۔"

ناگ جو ٹکٹکی باندھے غار کی دیوار پر چوکھٹے کے اندر چلتی پھرتی تصویر کو دیکھ رہا تھا بولا:

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہاں کسی نے جادو کر رکھا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"دیکھو ناگ! تصویر میں درختوں کے پتے ہوا میں جھوم رہے ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"اور وہ دیکھو درختوں میں ایک رتھ بھاگا جا رہا ہے۔"

"یہ کیا راز ہے ناگ؟" ماریا نے پوچھا۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔"

ماریا نے کہا:

"اس تصویر کے اندر چل کر معلوم کریں کہ یہ کیا

راز ہے؟"

ناگ نے جواب دیا:

"ہمیں سوچ سمجھ کر اس جادو کی تصویر کے اندر قدم رکھنا ہوگا۔ کہیں کسی نئی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔"

ناگ نے دیوار پر لگی اس جادو کی تصویر کے چوکھٹے کو ہاتھ سے ٹٹولا۔ وہ پتھر کا چوکھٹا تھا۔ مگر اس کے اندر درخت، انسان، گھوڑے اور درختوں کی شاخیں ــــ ہر شے زندہ اور چلتی پھرتی تھی۔ صبح کی روشنی ہو رہی تھی اور ہوا چل رہی تھی۔ ناگ نے ہاتھ اوپر کر کے اوپر والے حصے کو ٹٹولنا چاہا تو اچانک امبا دیوی کی مورتی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر تصویر کے اندر گر پڑی۔

ناگ نے پریشان ہو کر کہا:

"مورتی گر گئی ماریا۔"

"کہاں؟" ماریا نے کہا۔

"وہ ــــ وہ دیکھو ــــ تصویر کے اندر۔ میں اسے اٹھا کر لاتا ہوں۔ گھاس پر پڑی ہے۔"

"نہیں ناگ بھیا! تصویر کے اندر مت جانا۔" ماریا چلائی۔

ناگ نے کہا:

"مجھے کچھ نہیں ہوتا ماریا۔ میں ابھی مورتی لے کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہارے پاس واپس آتا ہوں۔ مورتی کا واپس لانا بہت ضروری ہے۔"

اور یہ کہہ کر ناگ چوکھٹے پر پاؤں رکھ کر تصویر کے اندر اتر گیا۔ تصویر کے اندر اترتے ہی ناگ کو یوں لگا جیسے وہ کسی بہت زیادہ گہرائی میں اتر آیا ہے۔ اسے اوپر کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اسے وہ چوکھٹا بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا جس میں سے وہ ابھی نیچے اترا تھا۔ مگر ماریا اسے دیکھ رہی تھی ناگ اسے کافی نیچے گیا ہوا دکھائی دے رہا تھا اور تصویر کا ایک حصہ لگ رہا تھا۔ ناگ نے نیچے جاتے ہی مورتی اٹھا لی اور اوپر دیکھتے ہوئے بولا:

"ماریا! تم کہاں ہو؟"

ماریا نے کہا:

"میں تصویر کے باہر غار میں کھڑی ہوں۔"

ناگ بولا:

"مجھے نہ غار نظر آ رہا ہے نہ تصویر کا چوکھٹا دکھائی دے رہا ہے۔ میں اوپر کیسے آؤں؟"

ماریا نے کہا:

"میں نیچے آ کر تمہاری مدد کرتی ہوں۔"

ناگ نے کہا:

"نہیں نہیں ماریا نیچے مت آنا۔ نہیں تو تم بھی میری طرح یہاں پھنس کر رہ جاؤ گی۔"

ماریا نے جواب دیا:

"یہ کیسے ہو سکتا ہے بھیا کہ تم مصیبت میں پھنس جاؤ اور میں تمہاری مدد نہ کروں۔ میں آ رہی ہوں۔"

اور ماریا نے بھی تصویر میں چھلانگ لگا دی:

ناگ کو اپنے قریب ماریا کی تیز خوشبو محسوس ہوئی:

"میں آ گئی ہوں ناگ" ماریا نے کہا:

ناگ بولا:

"مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ اوپر دیکھو۔ کیا تمہیں وہ غار اور تصویر کا چوکھٹا نظر آ رہا ہے جہاں سے ہم آئے ہیں؟"

ماریا نے اوپر نگاہ ڈالی۔ اسے وہاں سوائے درختوں اور اس کے اوپر صبح کی روشنی میں روشن ہوتے آسمان کے سوا اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

ماریا کہنے لگی:

"ناگ! غار اور تصویر کا چوکھٹا غائب ہو گئے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ہم کسی اور ہی دنیا میں آ گئے ہیں۔"

ناگ بولا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم کون سی دنیا میں آ گئے ہیں اور یہ زمانہ کون سا ہے؟"

ماریا نے کہا:

"ان لوگوں کے لباس اور وضع قطع سے محسوس ہوتا ہے کہ ہم فرعون مصر کے بعد کے زمانے میں آ گئے ہیں۔"

ناگ نے سر پکڑ لیا:

"اب کیا ہو گا۔ یوں لگتا ہے کہ ہم اور پیچھے چلے گئے ہیں اور مورتی واپس پہنچانے میں صرف ایک دن باقی رہ گیا ہے۔ یعنی آج کا دن"

ماریا نے کہا:

"ہم نے غلطی کی ناگ۔ ہمیں اس غار میں داخل نہیں ہونا چاہیے تھا۔"

"اب تو ہم اس میں داخل ہو چکے ہیں ماریا بہن! یہ سوچو کہ یہاں سے نکلیں کیسے؟" ناگ نے جواب دیا۔

اتنے میں وہ کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ بھاگے چلے آ رہے ہیں۔ ان کے پیچھے زرہ بکتر پہنے ہوئے سپاہی گھوڑے دوڑاتے ان کا قتل عام کرتے آ رہے ہیں۔ تلواریں لوگوں

کے سر کاٹ رہی ہیں۔ چیخ و پکار مچی ہے۔ لوگ ان کے قریب سے ہو کر بھاگ رہے ہیں۔ سپاہی انہیں نیزوں، تیروں اور تلواروں سے ہلاک کر رہے ہیں۔

ماریا نے چلا کر کہا:

"ناگ ایک طرف ہٹ جاؤ۔ یہ سپاہی تمہیں بھی ہلاک نہ کر دیں۔"

ناگ درخت کی اوٹ میں ہو گیا۔ مگر اس کو محسوس ہو گیا تھا کہ وہ کسی کو نظر نہیں آ رہا۔ یہ بھی ایک عجیب تجربہ تھا۔ تھوڑی دیر میں ہی لوگوں کی لاشیں لگ گئیں اور سپاہی گھوڑے دوڑاتے آگے نکل گئے۔

"یہ کون لوگ تھے؟ یہ کون سا شہر ہے؟" ناگ نے کہا۔

ماریا نے ابھی جواب نہیں دیا تھا کہ ایک سنہری رتھ جس کے پہیے چاندی کے تھے اور جس کے آگے دو سفید گھوڑے جتے ہوئے تھے ناگ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس رتھ کو خوب صورت آسمانی آنکھوں والی ایک حسین عورت چلا رہی تھی۔ اس کے سنہری بال کھلے تھے اور ہوا میں لہرا رہے تھے اور اس کے سبز لباس پر سفید موتی جڑے ہوئے تھے۔

ماریا نے ناگ کے قریب آ کر سرگوشی کی:

"یہ تو اس ملک کی شہزادی لگتی ہے۔"

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس عورت نے کہا:

"میں اس ملک کی نہیں بلکہ تاریخ کے ہر دور ہر زمانے اور ہر ملک کی شہزادی ہوں ماریا۔"

ماریا چونک پڑی:

"کیا تم میرا نام جانتی ہو؟"

شہزادی نے کہا:

"میں تمہارا نام ہی نہیں جانتی بلکہ تمہیں دیکھ بھی رہی ہوں۔ میں ناگ کا بھی نام جانتی ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم اور ناگ امبا دیوی کی مورتی لے کر ایک خاندان کے لوگوں کی جانیں بچانے کے لیے کہاں جانا چاہتے ہو۔"

ناگ حیران بھی ہوا اور خوش بھی ہوا۔ کہنے لگا:

"اے تاریخ کی حسین شہزادی! ہمیں یہ بتا کہ ہم کس زمانے میں آ گئے ہیں اور یہاں یہ کیسا قتلِ عام ہو رہا ہے؟"

شہزادی نے کہا:

"تم لوگ ھینی بال کے زمانے میں آ گئے ہو اور یہ بابل کا شہر ہے اور ھینی بال نے اس شہر کو فتح کر لیا ہے اور اس کے سپاہی لوگوں کو بے دریغ

قتل کر رہے ہیں۔ آگے جا کر یہ خونیں واقعات تاریخ بن جائیں گے۔ تم دونوں جلدی سے میرے رتھ پر سوار ہو جاؤ۔ ابھی تمہیں بہت کچھ دیکھنا ہے اور تاریخ کے بہت سے زمانوں سے گزرنا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"لیکن ہم ۱۹۸۳ء کے زمانے میں جانا چاہتے ہیں۔"

شہزادی بولی:

"تاریخ میں واپس جانے پر تمہارا کوئی اختیار نہیں ہے۔ لیکن اگر تم لوگ میرے رتھ پر سوار رہے۔ نیچے ہرگز نہ اترے اور میری ہدایت پر عمل کرتے رہے تو میں تمہیں تاریخ کے ان خونخوار واقعات سے نکال کر ۱۹۸۳ء کے ہندوستان میں لے جاؤں گی۔ اب جلدی سے میرے رتھ پر سوار ہو جاؤ۔ ابھی تک ان سپاہیوں نے تمہیں نہیں دیکھا مگر کوئی پتہ نہیں کہ یہ جادو کب ٹوٹ جائے اور تم انہیں نظر آ جاؤ۔ پھر یہ تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ جلدی سے میرے رتھ پر آ جاؤ۔"

ماریا اور ناگ لپک کر رتھ پر سوار ہو گئے۔ سنہری بالوں والی شہزادی نے گھوڑوں کو شٹکارا اور رتھ ہوا سے

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باتیں کرنے لگا۔

ماریا نے پوچھا:

"اے تاریخ کی حسین شہزادی! تمہارا نام کیا ہے؟"

سنہری بالوں والی شہزادی نے کہا:

"میں تمہیں اپنا نام نہیں بتا سکتی۔ کیوں کہ تم تاریخ میں پیچھے کی طرف سفر کر رہے ہو۔"

ناگ نے کہا:

"اگر تم ہم دونوں کو جانتی ہو تو پھر عنبر کو بھی ضرور جانتی ہو گی۔"

شہزادی کہنے لگی:

"اس سلسلے میں تم سے کوئی بات کرنے کی مجھے اجازت نہیں ہے۔ بہتر یہی ہے کہ تم خاموش رہو۔ تمہیں ابھی وقت کے غار میں سے نکل کر بہت آگے جانا ہے۔"

ناگ خاموش ہو گیا۔ امبا دیوی کی مورتی اس کے پاس تھی۔ ماریا اس کے قریب ہی رتھ میں کھڑی تھی اور سنہری بالوں والی شہزادی کا رتھ تاریخ کی پراسرار شاہراہ پر وقت کے غار میں سے ہو کر اڑتا چلا جا رہا تھا۔ وہ ایک کچی سڑک پر جا رہے تھے۔ اس سڑک پر دونوں جانب اونچے اونچے

PDFBOOKSFREE.PK

درخت تھے۔ سڑک پر درختوں کے سائے پڑ رہے تھے۔ اچانک سامنے بادل کا ایک سیاہ ٹکڑا آتا دکھائی دیا۔ اس سیاہ بادل میں بجلیاں روشن سانپوں کی طرح لہرا رہی تھیں۔ بادل کا یہ ٹکڑا ان کی طرف چلا آ رہا تھا۔

ناگ نے کہا:

"یہ بادل زمین پر کیسے اتر آیا؟ یہ ہماری طرف آ رہا ہے۔"

ماریا بولی:

"اس میں بجلیاں چمک رہی ہیں۔ ہمیں اس سے بچنا چاہیے۔"

شہزادی کہنے لگی:

"اگر تم اسی طرح بات بات پر گھبراتے اور اعتراض کرتے رہے تو پھر اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکو گے۔ تم میرے ساتھ ہو۔ تمہارا کام صرف اتنا ہے کہ دیکھتے جاؤ اور خاموش رہو۔"

اب بادلوں کی کڑک بھی سنائی دینے لگی۔ رتھ سڑک پر بادلوں کی طرف بھاگا جا رہا تھا۔ اور بادلوں کا گولہ بڑی تیزی سے رتھ کی طرف چلا آ رہا تھا۔ اور پھر ناگ اور ماریا کا رتھ کالے بادلوں کے بجلیاں برساتے کڑکتے گولے کے اندر داخل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو گیا۔ ایک پل کے لیے ناگ اور ماریا کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے ان کے اوپر اندھیرے کی سیاہ چادر ڈال دی ہے۔ عجیب بات تھی کہ بجلیاں ان کے اوپر نیچے دائیں بائیں کڑک رہی تھیں مگر انہیں کچھ نہیں ہو رہا تھا۔ ان بجلیوں کی روشنی ایک لمحے کو چکا چوند کر کے غائب ہو جاتی تھی۔

ناگ نے ماریا کو آواز دے کر کہا،

"میرے ساتھ ہو ناں تم ماریا؟"

"میں تمہارے ساتھ ہوں ناگ" ماریا کی آواز آئی۔

ناگ نے شہزادی کی طرف دیکھا۔ بجلی چمکی تو اسے شہزادی کے سنہری بال ہوا میں اڑتے نظر آئے۔ اور پھر آہستہ آہستہ بادلوں کی تاریکی کم ہونے لگی۔ بادل پیچھے ہٹتے گئے اور رتھ صبح کی روشنی میں نکل آیا۔ اب وہ رتھ ایک پتھریلی سڑک پر جا رہا تھا جس کی دونوں جانب اونچے اونچے سرو کے درخت اور سنگ مرمر کے ستون کھڑے تھے۔ ان ستونوں اور درختوں کے درمیان لمبے لمبے سفید چغے پہنے عورتیں اور آدمی چہل قدمی کر رہے تھے۔

سنہری بالوں والی شہزادی نے کہا:

"ہم اس وقت یونان میں داخل ہو گئے ہیں اور اس کے شہر کورنتھ سے گزر رہے ہیں۔ اس وقت یہاں

PDFBOOKSFREE.PK

سکندر اعظم کی حکومت ہے اور سکندر اعظم کی فوجیں دنیا کو فتح کرنے کی تیاریاں کر رہی ہیں۔"

ماریا اور ناگ نے آس پاس یونانی عورتوں اور مردوں کو دیکھا کہ باغ میں سیر کر رہے تھے۔ پھر انہیں کھیتوں میں غلام کام کرتے دکھائی دیئے۔ طوفانی رتھ ان کے درمیان سے گزرتا چلا گیا۔ رتھ کے سفید گھوڑے بڑی تیزی سے بھاگ رہے تھے۔ جب وہ شہر سے نکل کر جنگل میں آئے تو سامنے ایک بہت بڑے پتھر کی محراب والا دروازہ تھا۔ اس دروازے پر ایک سرخ رنگ کا بہت بڑا پردہ گرا تھا۔

ناگ نے پوچھا،

"یہ دروازہ کیسا ہے؟"

شہزادی نے کہا:

"یہ وقت کا دروازہ ہے۔"

"کیا ہم اس میں داخل ہوں گے؟" ماریا نے پوچھا۔

"ہاں" شہزادی نے کہا۔

اور ان کا رتھ بڑے محرابی دروازے کے پردے کے پاس پہنچا تو پردہ اپنے آپ ایک طرف ہٹ گیا اور رتھ ایک میدان جنگ میں داخل ہو گیا۔ جہاں فوجیں ایک دوسرے سے جنگ کر رہی تھیں۔ ایک بہت اونچے قلعے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی دیوار پر سپاہی سیڑھیوں کی مدد سے چڑھنے کی کوشش کر رہے تھے اور اوپر سے ان پر کھولتا ہوا گرم پانی پھینکا جا رہا تھا۔ سپاہی چیختے ہوئے نیچے گر رہے تھے۔ ہر طرف تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ تلواریں چل رہی تھیں۔ گھوڑے اپنے سواروں کو لے کر گر رہے تھے۔

شہزادی نے کہا:

"گھبرانا نہیں۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔"

ناگ نے پوچھا:

"یہ کون سا میدانِ جنگ لگا ہے؟"

شہزادی نے کہا:

"اب ہم رومن زمانے میں داخل ہو گئے ہیں یہ شہنشاہ نیرو کا دور ہے جو ایک پاگل رومن بادشاہ ہے اور جو آج سے ٹھیک دس دن بعد روم کو آگ لگا دے گا۔ یہ اس کی فوجیں دشمن کے ایک قلعے پر حملہ کر رہی ہیں۔"

اچانک ایک جلتا ہوا تیر میدان جنگ سے اڑتا ہوا آیا اور رتھ میں آ کر گرا۔ ناگ اسے پکڑ کر پھینکنے لگا تو شہزادی نے اسے روکتے ہوئے کہا:

"اس کو ہاتھ مت لگانا۔"

پھر شہزادی نے تیر کو اٹھا کر دور پھینک دیا۔ رتھ ابھی میدان جنگ میں سے ہی گزر رہی تھی۔ حیرانی کی بات یہ تھی کہ رتھ نہ تو میدان جنگ میں کسی دوسرے رتھ سے ٹکرا رہا تھا اور نہ جنگ میں لڑتے ہوئے سپاہی کو رتھ کی خبر تھی۔ پھر اچانک ایک زخمی سپاہی گھوڑے پر سے تیر کھا کر گرا اور رتھ میں آ پڑا۔ اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے سنہری بالوں والی شہزادی اور ناگ کو دیکھا اور چیخ مار کر رتھ سے چھلانگ لگا دی۔

شہزادی نے مسکراتے ہوئے ناگ سے کہا:

"جانتے ہو اس نے چیخ کیوں ماری تھی؟"

"کیوں؟" ناگ نے پوچھا۔

شہزادی بولی:

"ہم چونکہ وقت میں ہزاروں سال پیچھے سفر کر رہے ہیں۔ اس لیے ہم اس وقت مر چکے ہیں اور اس سپاہی کو ہم دونوں ہڈیوں کے ڈھانچوں کی طرح نظر آئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس نے ہڈیوں کے دو انسانی ڈھانچوں کو رتھ چلاتے دیکھا تو چیخ مار کر چھلانگ لگا دی۔"

رتھ میدانِ جنگ سے باہر نکل آیا۔

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب سامنے ایک دریا آ گیا۔

ناگ نے کہا:

"کیا ہم دریا پار کر سکیں گے؟"

شہزادی نے کہا:

"تم دیکھتے چلو۔"

اور رتھ دریا کے پانی کی سطح پر یوں دوڑنے لگا جیسے وہ شیشے کے میدان میں دوڑ رہا ہو۔ نہ پانی اس پر اثر کر رہا تھا اور نہ گھوڑے پانی میں ڈوب رہے تھے۔ رتھ دریا کے پار نکل کر ایک پہاڑی کے پاس آ کر موڑ کاٹنے لگا۔

شہزادی نے کہا:

"جب ہمارا رتھ پہاڑی کا یہ موڑ کاٹ کر دوسری طرف جائے گا تو ہم خلیفہ ہارون الرشید کے دور میں داخل ہو چکے ہوں گے۔"

رتھ پہاڑی کا چکر کاٹ کر ایک صحرا میں آ گیا جہاں کھجوروں کے جھنڈ دکھائی دیئے۔

ماریا نے ناگ سے کہا:

"مجھے عنبر کی خوشبو آ رہی ہے۔"

ناگ نے سانس لیا تو فضا میں عنبر کی خوشبو تھی۔

پیارے بچو! آپ پڑھ چکے ہیں کہ عنبر کپتان اور اس کے خزانے کی تباہی کے بعد ہارون الرشید کے زمانے میں آ گیا تھا اور دو آدمی اسے ساتھ لے کر اونٹوں پر سوار بغداد جا رہے تھے تاکہ عنبر کو وہاں پکڑوا کر ہارون الرشید کے دربار سے انعام حاصل کریں اور عنبر کو ان کی اس سازش کی کوئی خبر نہیں تھی۔

چنانچہ جب ناگ اور ماریا کا رتھ بغداد کے صحرا سے گذرا تو اس وقت عنبر اپنے دو سازشی ساتھیوں کے ہمراہ اونٹ پر سوار وہاں سے تھوڑے ہی فاصلے پر سے گذر رہا تھا۔

ناگ نے کہا:

"خوشبو عنبر کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے وہ یہیں کہیں اسی زمانے میں ہے۔"

شہزادی نے کہا:

"مگر تم عنبر سے نہیں مل سکتے۔ تم میں سے جس نے بھی یہاں اترنے کی کوشش کی وہ دوبارا اس رتھ میں سوار نہ ہو سکے گا۔"

ناگ نے کہا:

"ہم نہیں اتریں گے۔"

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسے معلوم تھا کہ وہ امبا دیوی کی مورتی لے کر
رہا ہے اور وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ اگر وہ عنبر
ملنے کے لیے یہاں اتر گیا تو شیلا کا سارا خاندان ایک
کر کے موت کا شکار ہو جائے گا۔ اور ماریا ناگ کو اک
نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔ رتھ ہوا سے باتیں کرتا اڑتا چلا
رہا تھا۔ اب عنبر کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ ماریا یہ چاہ
تھی کہ ناگ کو اس کی منزل پر پہنچا کر اس کے ساتھ ہی
سنہری بالوں والی شہزادی کی مدد سے واپس خلیفہ ہارون الرشید
کے زمانے میں آ جائے اور عنبر سے دونوں ملاقات کر سکیں۔
رتھ صحراؤں میں سے نکلا تو اسے نیلی دھند نے گھیر لیا۔
شہزادی نے کہا:
"گھبرانا نہیں۔ ہم ایک بار پھر نئے زمانے میں
داخل ہو رہے ہیں۔"
نیلی دھند ان کے چاروں طرف پھیل گئی۔ جب دھند
کم ہوئی تو ناگ اور ماریا کو لوگوں کا شور سنائی دیا۔ پھر
انہیں لوگوں کا ایک ہجوم دکھائی دیا جو ایک عورت کو
چھکڑے پر لادے ایک طرف لیے جا رہا تھا۔
"یہ عورت کون ہے شہزادی؟" ماریا نے پوچھا۔
شہزادی بولی:

"یہ عورت جون آف آرک ہے اور یہ لوگ
اسے زندہ جلانے کے لیے لے جا رہے ہیں تم
اس وقت فرانس میں سے گزر رہے ہو یہ وہ
زمانہ ہے جب فرانس اور انگلستان کی آپس میں
جنگ چھڑی ہوئی ہے۔"
ماریا بولی:
"مگر یہ عورت بڑی محب وطن اور نیک ہے۔ اس
کے ساتھ لوگ ظلم کر رہے ہیں۔"
شہزادی نے کہا:
"تمہارا کام تاریخی واقعات کو صرف دیکھنا ہے۔ اس پر
اعتراض کرنا نہیں۔ تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ
جون آف آرک کو زندہ جلا دیا گیا تھا اور تم اسے
زندہ جلانے سے روک نہیں سکتے۔ تم تاریخ کے ان
واقعات کو جو ہو چکے ہیں جھٹلا نہیں سکتے۔"
شہزادی کا رتھ سڑک پر دوڑتا چلا گیا۔ وہ پرانے فرانس کے
شہروں اور جنگلوں سے گزرتا ہوا ایک دریا کے پل پر آ گیا۔
شہزادی نے کہا:
"یہ وقت کا دریا ہے۔ اس دریا کی دوسری طرف
وقت ایک بار پھر تبدیل ہو جائے گا۔ اس دفعہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھی تم ایک جنگ کا نقشہ دیکھو گے۔ مگر یہ جنگ تلواروں سے نہیں بلکہ بموں، مشین گنوں اور ہوائی جہازوں سے لڑی جا رہی ہو گی۔ یہ دوسری عالمی جنگ کا زمانہ ہو گا جو جرمنی کے ڈکٹیٹر ہٹلر اور انگریزوں کے ساتھ لڑی جا رہی ہو گی ابھی جنگ شروع ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہو گا۔

تمہیں بہت زیادہ دھماکے سنائی دیں گے۔ بموں کے گولوں کے دھماکے۔ ان کے جھٹکے بھی لگیں گے۔ اس لیے رتھ کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ اگر تم اس رتھ پر سے گر پڑے تو پھر اس پر دوبارا سوار نہ ہو سکو گے اور اسی زمانے میں رہ جاؤ گے۔"

ناگ نے ماریا سے کہا کہ وہ رتھ کی فولادی ہتھی کو مضبوطی سے پکڑے۔ ناگ نے خود بھی دوسری ہتھی کو پکڑ لیا۔ رتھ جونہی پل کی دوسری جانب آیا بموں کے دھماکے اور مشین گنوں کی تڑ تڑ شروع ہو گئی۔

شہزادی نے کہا:

"گھبرانا نہیں۔ تمہیں کوئی گولی نہیں لگے گی۔ تمہیں صرف توپ کے گولے اور بم کے دھماکے سے جو

جھٹکا لگتا ہے اس سے اپنے آپ کو بچانا ہو گا۔"

رتھ ایک جنگل میں سے گزر رہا تھا جس کے درخت بموں کی تباہ کاریوں سے ٹوٹے اور جلے ہوئے تھے۔ زمین میں بڑے بڑے گڑھے پڑ چکے تھے۔ ان کے داخل ہونے سے پہلے ہوائی حملے کا الارم ہو چکا تھا اور اتحادیوں یعنی انگریزوں اور امریکیوں کے بمبار ہوائی جہاز جرمنوں کے مورچوں پر بم برسا رہے تھے۔ ایک بم رتھ کے بالکل قریب آ کر گرا۔ رتھ کو دھماکے کا جھٹکا لگا۔ رتھ زمین سے دس فٹ اوپر اچھلا اور پھر نیچے آ کر دوڑنے لگا۔

ناگ نے ماریا کو آواز دی۔ ماریا نے کوئی جواب نہ دیا۔ ناگ نے محسوس کیا کہ ماریا کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ ماریا بم کے اس دھماکے کی وجہ سے رتھ میں سے اچھل کر میدان جنگ میں گر چکی تھی۔

ناگ نے چلا کر کہا:

"رتھ کو روکو۔ ماریا نیچے گر گئی ہے۔"

شہزادی نے کہا:

"رتھ نہیں رک سکتا۔ یہ کوئی معمولی رتھ نہیں ہے یہ تاریخ کے زمانوں میں سفر کر رہا ہے۔ میں نے تم لوگوں کو پہلے کہہ دیا تھا کہ اگر کوئی رتھ سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُتر گیا یا گر پڑا تو وہ دوبارا رتھ پر سوار نہیں ہو سکے گا۔ اگر تم ماریا کے پاس جانا چاہتے ہو تو اُتر کر جا سکتے ہو۔ مگر میں رتھ کو روک کر ماریا کو اس پر دوبارا سوار نہیں کرا سکتی۔"

ناگ نے کہا:

"میں بھی ماریا کے ساتھ ہی اتر جاتا ہوں۔"

شہزادی نے کہا:

"جیسے تمہاری مرضی۔ لیکن یاد رکھو۔ تمہیں امبا دیوی کی مورتی شیلا کو جا کر واپس کرنی ہے اور اس کے خاندان والوں کو موت سے بچانا ہے۔ یہ وہ مقصد ہے جسے لے کر تم بابل کے زمانے سے نکلے تھے اور جس کی وجہ سے میں اپنا رتھ لے کر تمہاری مدد کو آئی تھی کہ چونکہ تمہارا مقصد نیک ہے اس لیے تمہیں تاریخ کے طویل دور میں سے نکال کر ۱۹۸۳ء کے زمانے میں پہنچانا چاہتی تھی۔ آگے تم کو اختیار ہے چاہو تو رتھ سے چھلانگ لگا دو۔"

ناگ سوچ میں پڑ گیا۔ شہزادی ٹھیک کہہ رہی تھی۔ اگر وہ ماریا کی تلاش کے لیے اتر گیا تو شیلا اور اس کے خاندان کی موت یقینی تھی۔ اس نے ماریا کو یاد کر کے ایک

آہ بھری اور فیصلہ کیا کہ وہ رتھ میں ہی سوار رہے گا۔ مگر ماریا کی یاد سے اس کا دل خون کے آنسو رونے لگا وہ اداس ہو کر رتھ میں سر جھکا کر بیٹھ گیا۔

رتھ بموں کے دھماکوں اور طیارہ شکن توپوں کی گولیوں کی آوازوں کے درمیان ۱۹۸۳ء کی طرف بھاگا جا رہا تھا۔ یہ ۱۹۴۲ء کا زمانہ تھا۔ ابھی انہیں چالیس اکتالیس سال کا سفر کرنا تھا۔ لیکن یہ سفر وقت کے رتھ کے لیے کوئی مشکل بات نہیں تھی بلکہ پلک جھپکنے کا معاملہ تھا اور ایسا ہی ہوا۔ جونہی رتھ دوسری جنگ عظیم کے دھماکوں سے باہر نکلا ناگ نے دیکھا کہ چمکیلی دھوپ نکلی ہوئی ہے۔ ہر طرف امن اور سکون کی فضا ہے۔ اور ان کا رتھ سمندر کے کنارے کنارے ایک جنگل میں سے گذر رہا ہے۔

ناگ نے شہزادی سے پوچھا کہ اب وہ کس زمانے میں آ گئے ہیں اور وہ کون سا علاقہ ہے؟

شہزادی نے مسکرا کر کہا:

"تم ۱۹۸۳ء کے زمانے میں پہنچ گئے ہو اور یہ وہی علاقہ ہے جہاں تم جانا چاہتے تھے۔"

"کیا یہ بھارت کا شہر بمبئی ہے؟"

ناگ نے پوچھا:

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شہزادی نے کہا:

"بمبئی یہاں سے بیس میل دُور ہے۔ یہ بمبئی کے جنگل ہیں"

اور رتھ شہر کی جانب دوڑتا چلا گیا۔!!

○

PDFBOOKSFREE.PK

مُردے سے گفتگو

شہزادی نے ایک جگہ رتھ روک دیا۔

"اے عظیم ناگ دیوتا! مجھے جس خدمت پر لگایا گیا تھا وہ میں نے پوری کر دی۔ اب میں واپس اپنے پرانے زمانے میں جا رہی ہوں۔ تم اس وقت بمبئی شہر سے دو میل کے فاصلے پر ہو۔ وہ دیکھو بمبئی شہر کی بلڈنگیں نظر آ رہی ہیں اور امبا دیوی کی مورتی کی بددعا کا وقت شروع ہونے میں ابھی دو گھنٹے باقی ہیں۔"

ناگ نے شہزادی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:

"میں تمہارا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھوں گا۔"

شہزادی نے کہا:

"تمہارے پاس صرف دو گھنٹے ہیں اور تمہیں شیلا کے گھر مورتی لے کر پہنچنا بھی ہے۔ وقت ضائع نہ کرو۔ خدا حافظ!"

یہ کہہ کر سنہری بالوں والی شہزادی نے رتھ موڑا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گھوڑوں کو ششکارا اور گھوڑے رتھ کو لے کر ہوا سے باتیں
کرنے لگے اور ناگ کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ ناگ نے
امبا دیوی کی مورتی کو بغل میں سنبھالا اور شہر کو جانے والی
سڑک پر روانہ ہو گیا۔ وہ اب جلدی سے جلدی شیلا کے
گھر پہنچ کر لے اور اس کے خاندان کو موت سے بچانا چاہتا
تھا۔ صرف دو گھنٹے باقی رہ گئے تھے۔ اگر وہ ان دو گھنٹوں
میں مورتی واپس کر دے اور اسے اس کی جگہ پر جا کر رکھ دے
تو شیلا اور اس کا خاندان موت سے بچ سکتا تھا۔

پیچھے سے کسی موٹر گاڑی نے ہارن دیا۔ ناگ سڑک
بیچ میں چلا جا رہا تھا۔ اس نے ایک طرف ہٹ کر
موٹر گاڑی کو اشارہ کیا۔ موٹر رک گئی۔ اس میں دو آدمی
بیٹھے تھے۔

ناگ نے کہا:

"مجھے شہر تک لے چلیں گے جناب! جلدی پہنچنا
ہے وہاں"

ان آدمیوں نے پہلے ناگ کو اور پھر اس کی بغل میں
دبی ہوئی امبا دیوی کی مورتی کو دیکھا اور ایک آدمی نے
مسکرا کر کہا:

"بیٹھ جاؤ دوست! ہم تمہیں شہر پہنچا دیں گے"

ناگ موٹر کار میں بیٹھ گیا اور وہ شہر کی طرف روانہ ہو
گئی۔ وہ دونوں آدمی بڑے فراڈ تھے جو مندروں سے قیمتی
مورتیاں چوری کر کے بیچا کرتے تھے۔ انہوں نے ناگ کے پاس
امبا دیوی کی مورتی دیکھی تو اشاروں ہی اشاروں میں ایک
نے دوسرے کو کہہ دیا کہ اس مورتی کو اڑا لیا جائے۔ ذرا
آگے جا کر انہوں نے موٹر کار ایک ویران راستے کی طرف
موڑ دی۔

ناگ نے کہا:

"یہ راستہ تو شہر کی طرف نہیں جاتا"

ایک آدمی نے جیب سے پستول نکال کر ناگ کی گردن
پر رکھا اور کہا:

"خبردار! اگر زیادہ گڑبڑ کی تو گولی مار دوں گا"

"تم کیا چاہتے ہو؟" ناگ نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"یہ مورتی چپکے سے ہمارے حوالے کر دو اور یہاں
سے رفو چکر ہو جاؤ"

ناگ چونک پڑا۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ امبا دیوی
کی مورتی ان ٹھگوں کے حوالے کر دیتا جس کے لیے اس نے
اتنی تکلیفیں اٹھائی تھیں اور جس کی خاطر اس نے عنبر اور
ماریا کو چھوڑ دیا تھا۔ اور پھر ناگ کے پاس زیادہ بحث تکرار

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا وقت بھی نہیں تھا۔ وقت بڑی تیزی سے گذرتا چلا جا رہا تھا۔ اس نے بڑی شرافت سے کہا:

"بھائیو! میں تمہیں نقصان پہنچانا نہیں چاہتا۔ مجھے اسی جگہ اتار دو۔ میں کسی بس میں بیٹھ کر شہر چلا جاؤں گا۔"

وہ قہقہہ مار کر ہنسے:

"ہم ایسے بے وقوف نہیں ہیں کہ اتنی قیمتی مورتی تمہیں ساتھ لے جانے دیں۔ یہ مورتی ہمارے حوالے کر دو اور چلے جاؤ۔ ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔"

ناگ نے کہا:

"بھائیو! یہ مورتی اگر میں تمہیں دے سکتا تو ضرور دے دیتا۔ لیکن یقین کرو کہ میں اسے تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔"

"تمہارا باپ بھی اسے ہمارے حوالے کرے گا۔"

ایک ٹھگ نے کہا اور پستول ناگ کے سر کے ساتھ لگا دیا۔

ناگ کو ایک دم غصہ آ گیا۔ اس نے مورتی ٹھگ کے حوالے کر دی اور کہا:

"یہ لو مورتی۔"

ٹھگ بڑے خوش ہوئے۔ انہوں نے مورتی قابو میں کر لی اور جونہی پستول ناگ کے سر سے ہٹایا ناگ نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا:

"اب یہ مورتی تمہارا باپ بھی واپس کرے گا۔"

اور اس کے ساتھ ہی ناگ نے مہاشیش ناگ سانپ کی شکل اختیار کی اور دونوں ٹھگوں کو ایسا جکڑا کہ ان کی آنکھیں باہر کو ابل آئیں۔ ناگ فوراً ہی انسانی شکل میں واپس آ گیا۔ دونوں ٹھگ تھر تھر کانپ رہے تھے۔

ناگ نے ان کے پستول اٹھا کر باہر پھینکے۔ مورتی واپس لی اور کہا:

"میں نے کہا تھا ناں کہ تمہارا باپ بھی مورتی واپس کرے گا۔ اب فوراً موٹر کار سٹارٹ کرو اور جہاں میں کہوں مجھے وہاں لے چلو۔"

دونوں ٹھگوں نے ابھی ابھی جو کچھ دیکھا تھا اس کا ابھی تک ان پر اثر تھا اور ان کی آنکھیں پھٹی پھٹی سی تھیں اور جسم خوف کے مارے سفید پڑ گیا تھا۔

ناگ نے گرج کر کہا:

"موٹر سٹارٹ کرو الو کے پٹھو!"

"اچھا جناب! اچھا مہاراج!"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک ٹھگ نے لرزتی آواز میں ہاتھ باندھ کر کہا اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔

ناگ کو شیلا کے بنگلے کا راستہ معلوم تھا۔ جب اسے شیلا کا بنگلہ سامنے دکھائی دیا تو اس نے کار رکوائی اور کہا:

"تم دونوں موٹر کار سے باہر نکلو اور میرے ساتھ اس درخت کے پاس آؤ۔"

دونوں ٹھگ سہمے ہوئے تھے۔ جلدی سے کار سے نکل کر درخت کے نیچے آ گئے۔ ناگ نے ایک خفیہ منتر پڑھ کر اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب باہر نکالا تو اس کی کلائی کے ساتھ ایک زہریلا سانپ لپٹا ہوا تھا۔ دونوں ٹھگ جو پہلے ہی ڈرے ہوئے تھے اب اور زیادہ خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے۔

ناگ نے کہا:

"اس سانپ کو اچھی طرح سے پہچان لو۔ کیوں کہ اس نے تم دونوں کو پہچان لیا ہے۔ آج کے بعد اگر تم نے کسی کے گھر چوری کی یا کسی کو لوٹنے کی کوشش کی تو میں نے اس سانپ کو حکم دے دیا ہے کہ یہ وہیں آ کر تمہیں ہلاک کر دے گا۔ خبردار! آئندہ چوری نہ کرنا۔ نہیں تو یہ سانپ تمہیں زندہ

نہ چھوڑے گا۔"

دونوں ٹھگوں نے اپنے کان پکڑ لیے اور زمین پر ماتھا ٹیک کر سات لکیریں نکال کر کہا:

"ہم آج سے توبہ کرتے ہیں مہاراج کہ کبھی چوری نہیں کریں گے اور شریف آدمیوں کی طرح زندگی بسر کریں گے۔"

ناگ نے سانپ کو جیب میں ڈالا اور کہا:

"اب یہاں سے ایک سیکنڈ کے اندر اندر دفع ہو جاؤ۔"

دونوں ٹھگ بھاگ کر موٹر کار میں بیٹھے اور اسے سٹارٹ کر کے تیزی سے سڑک پر نکل گئے۔

ناگ شیلا کے بنگلے پر آ گیا۔ امبا دیوی کی بددعا شروع ہونے میں آدھے گھنٹے سے بھی کم وقت رہ گیا تھا۔ بنگلے پر ویرانی چھائی تھی۔ باہر شیلا کی ٹیوٹا کار کھڑی تھی۔ اس کے ساتھ سامنے گیراج کے باہر ایک اور کار کھڑی تھی۔ ناگ نے گھنٹی بجائی۔ نوکرانی نے دروازہ کھول کر ناگ کو دیکھا اور پوچھا:

"کس سے ملنا ہے آپ کو؟"

یہ نوکرانی نئی تھی اور ناگ کو نہیں پہچانتی تھی۔

ناگ نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"شیلا دیوی ہیں؟"

نوکرانی نے کہا:

"وہ ہیں مگر کسی سے نہیں مل سکتیں۔"

یہ کہہ کر نوکرانی نے دروازہ بند کر دیا۔ ناگ کو بڑا غصہ آیا۔ وقت گذرتا جا رہا تھا۔ اس نے دروازے کو دھکا دے کر کھول دیا۔

نوکرانی نے چیخ کر شور مچا دیا:

"چور چور چور گھس آیا ہے۔"

ڈرائینگ روم میں سے دو نوجوان بھاگ کر نکلے۔ ان میں سے ایک نے ہاتھ میں ڈنڈا پکڑ رکھا تھا۔ وہ ناگ کی طرف بڑھے۔ ناگ فوراً دوسری منزل پر شیلا کے کمرے کی جانب جانے والی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ دونوں نوجوان اس کے پیچھے لپکے اور اسے رُک جانے کو کہا۔ ناگ نے ان پر کوئی توجہ نہ دی اور جلدی جلدی سیڑھیاں چڑھ کر شیلا کے کمرے میں آ گیا۔ شیلا کے دوسرے بیڈ روم کا دروازہ بند تھا اور تالا لگا ہوا تھا۔ شیلا پہلے بیڈ روم میں بھی نہیں تھی۔ اتنے میں دونوں نوجوان بھی وہاں آ گئے اور انہوں نے ناگ کو پکڑ لیا۔ وہ اسے ڈنڈوں سے مارنے ہی والے تھے کہ ناگ نے اپنی سُرخ آنکھوں سے انہیں گھور کر ایک جھٹکا

دیا اور ایسی پھنکار ماری کہ دونوں نوجوان ڈر کر پیچھے ہٹ گئے۔

اتنے میں شور کی آواز سن کر شیلا کی ممی آ گئی۔ اس نے ناگ کو پہچان کر کہا:

"ناگ بیٹے تم؟"

ناگ نے کہا:

"ممی اس کمرے کی چابی کہاں ہے؟"

ممی نے ساڑھی کے پلّو سے چابی کھول کر ناگ کو دی۔ ناگ نے چابی لگا کر تالا کھولا۔ دروازے کو دھکا دے کر پرے ہٹایا اور بھاگ کر اس جگہ گیا جہاں امبا دیوی کی مورتی کا چبوترہ خالی پڑا تھا۔ ناگ نے امبا دیوی کی مورتی اس جگہ پر رکھی اور شیشے کا غلاف اس پر ڈال دیا۔ پھر اس نے اطمینان کا گہرا سانس لیا اور خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ اب اس نے شیلا کی ممی سے پوچھا کہ شیلا دیوی کہاں ہے؟ اس کی ماں نے مورتی کو ہاتھ جوڑ کر سلام کیا اور ناگ کا ماتھا چوم کر کہا:

"بیٹا! تم نے مورتی واپس لا کر شیلا اور ہم سب کی جان بچا لی ہے۔ چلو نیچے چل کر اسے دیکھتے ہیں۔ وہ کل سے موت کے خوف سے بے ہوش پڑی تھی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دونوں نوجوان بھی آنکھوں ہی آنکھوں میں ناگ کا شکریہ ادا کر رہے تھے۔ کیوں کہ انہیں معلوم تھا کہ مورتی کے چوری ہو جانے سے شیلا اور اس کے خاندان کے لوگوں کی زندگیاں خطرے میں پڑ گئی تھیں۔ یہ دونوں نوجوان شیلا کے رشتے دار تھے۔ ناگ نیچے آ گیا۔ شیلا ایک کمرے میں پلنگ پر بے ہوش پڑی تھی۔ ناگ کے جانے کے بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔

ناگ نے کہا:

"میں نے امبا دیوی کی مورتی واپس لا کر تمہارے کمرے میں رکھ دی ہے شیلا!"

شیلا نے مسکرا کر کہا:

"تمہارا شکریہ ناگ! تم نے ہم سب کی زندگیاں بچا لی ہیں۔"

ناگ بولا:

"خدا کا شکر ہے کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔"

اس کے بعد ناگ وہاں دو دن رہا۔ شیلا نے اس سے کئی بار پوچھنے کی کوشش کی کہ اسے امبا دیوی کی مورتی کہاں سے واپس ملی؟ مگر ناگ ہر بار یہ کہہ کر ٹال گیا کہ بمبئی سے دور ایک جنگل میں ڈاکوؤں کا بسیرا ہے۔ وہ لوگ

مورتی چرا کر لے گئے تھے ان سے واپس لایا ہوں۔ تب روز شیلا بالکل تندرست ہو گئی۔ ناگ کو اب ماریا کی فکر تھی۔ وہ سنہری بالوں والی شہزادی کے ساتھ رتھ میں واپس ۱۹۸۳ء کے زمانے میں آتے ہوئے راستے میں ۱۹۴۲ء کے فرانس میں رہ گئی تھی جہاں دوسری جنگ عظیم کا میدانِ جنگ گرم تھا ناگ کو اب اکتالیس سال پیچھے کے زمانے میں جا کر ماریا کو تلاش کرنا تھا۔ عنبر کے بارے میں اسے پتہ چل گیا تھا کہ وہ خلیفہ ہارون الرشید کے عہد کے بغداد کی طرف جا رہا تھا۔ کیوں کہ جب وہ سنہری بالوں والی شہزادی کے رتھ میں سوار ہو کر بغداد کے قریب ایک صحرا سے گزر رہے تھے تو اسے اور ماریا کو عنبر کی خوشبو آئی تھی اور ان کے پوچھنے پر شہزادی نے انہیں بتایا تھا کہ اس وقت وہ ایک ہزار برس پرانے بغداد کے قریب سے گزر رہے ہیں اور عنبر دو اونٹ سواروں کے ہمراہ بغداد شہر کی طرف جا رہا ہے لیکن چونکہ ناگ کو ایک دن کے اندر اندر مورتی لے کر واپس شیلا کے پاس آنا تھا۔ اس لیے وہ عنبر کے لیے وہاں نہ رک سکا تھا۔ اس وقت ناگ عنبر سے زیادہ ماریا کے لیے پریشان تھا۔ کیوں کہ وہ جنگ کے زمانے میں پہنچ چکی تھی جہاں بموں کے دھماکے تھے اور توپوں کے گولے برس رہے تھے۔ شیلا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے ناگ سے کہا کہ وہ کل سے اپنی ڈیوٹی پر واپس جا رہی ہے۔

ناگ نے کہا:

"میں بھی اب واپس کویت اپنے کاروبار کے لیے چلا جاؤں گا۔"

شیلا بولی:

"تمہاری ساٹھ ہزار روپے کی امانت میرے پاس ہے۔ وہ تم لے لو۔"

ناگ کو بھلا روپوں کی کیا ضرورت تھی۔ اس نے کہا۔

"ایسا کرو کہ اس میں سے ہزار دو ہزار روپے تم مجھے دے دو۔ کویت تک ہوائی جہاز کا ٹکٹ میرے پاس موجود ہے۔ باقی پیسے غریبوں میں تقسیم کر دو۔"

ناگ کے پاس کوئی ٹکٹ نہیں تھا اور اسے کویت جانے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ شیلا اسے سارے روپے واپس کرنا چاہتی تھی مگر ناگ نہ مانا۔ اس نے شیلا سے دو ہزار روپے لیے اور یہ کہہ کر ان سے رخصت ہو گیا کہ کویت سے واپسی پر انہیں ضرور ملے گا۔ وہ شیلا کے بنگلے سے نکل کر بمبئی شہر کے ایک پارک میں آ گیا۔ شام کا وقت تھا۔ پارک میں بچے کھیل رہے تھے۔ ناگ ایک خالی بنچ پر بیٹھ گیا۔ جو مہم

اب اس کے سامنے تھی اس کے بارے میں شیلا یا کوئی دوسرا آدمی اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ ناگ کو ۱۹۴۲ء کے زمانے میں واپس جانا تھا۔ یہ ایسا کام تھا جو کسی کی سمجھ میں ہی نہیں آ سکتا تھا۔ اگر وہ کسی سے یہ کہتا کہ میں چالیس اکتالیس سال پیچھے کے زمانے میں جانا چاہتا ہوں تو لوگ اسے پاگل سمجھ کر پاگل خانے پہنچا دیتے۔ لیکن یہ حقیقت تھی کہ وہ واپس جانا چاہتا تھا اور ملایا کو تلاش کرنا چاہتا تھا۔

شیلا نے ایک بار باتوں ہی باتوں میں ناگ کو بتایا تھا کہ بمبئی سے دو میل دور گنیش جی کا مندر ہے۔ اس مندر میں ایک جوتشی رہتا ہے جو لوگوں کو زائچے بنا کر آنے والے زمانے اور گزرے ہوئے زمانے کا حال بتاتا ہے۔ ناگ نے سوچا کہ اگر اس جوتشی کو گزرے ہوئے زمانے کا علم ہو جاتا ہے تو ہو سکتا ہے۔ اس سے کوئی مدد مل جائے۔ ناگ کو پھر وہی مشکل آن پڑی تھی۔ یعنی وہ اپنی مرضی سے اگلے زمانے میں جانا چاہتا تھا۔ پہلے تو اسے ہزاروں سال آگے جانے کی ضرورت پڑی تھی اور سنہری بالوں والی شہزادی نے اس کی مدد کر دی تھی۔ اب صرف چالیس اکتالیس سال پیچھے جانے کا سوال تھا۔

لوگوں سے پوچھتا ہوا وہ گنیش جی کے مندر میں پہنچ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ مندر سمندر کے کنارے ایک بلند چٹان پر بنا تھا۔ پتھر کی سیڑھیاں مندر کے دروازے تک جاتی تھیں۔ سورج سمندر میں غروب ہو رہا تھا اور شام کے سائے پھیلنے لگے تھے۔ ہندو لوگ مندر میں پوجا کر کے واپس آ رہے تھے۔ ناگ نے ایک سادھو سے جوتشی کا پتہ پوچھا تو اس نے ناراض ہو کر کہا:

"تم گنیش جی کی پوجا کرنے آئے ہو کہ جوتشی سے ملنے؟"

ناگ نے کہا:

"مہاراج! میں اس کے بھائی کا ضروری پیغام لے کر آیا ہوں۔"

سادھو نے کہا:

"تو پھر جاؤ مندر کے پیچھے کوٹھڑی میں ملے گا جوتشی۔"

ناگ مندر کے پیچھے آ گیا۔ یہاں ایک کوٹھڑی کا ایک کیواڑ کھلا تھا۔ اندر مٹی کے تیل کی لالٹین جل رہی تھی۔ ناگ نے جھانک کر دیکھا۔ اندر کوئی نہیں تھا۔ صرف ایک پرانے لکڑی کے صندوق کے پاس چارپائی بچھی تھی۔ ناگ پیچھے ہٹا تو کسی نے پیچھے سے آواز دی:

"کیا دیکھ رہے ہو؟"

ناگ نے پلٹ کر دیکھا۔ ایک طوطے ایسی ناک والا

دبلا پتلا آدمی کھڑا اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔ ادھیڑ عمر تھا اور سر منڈا ہوا تھا۔ آدھا جسم ننگا تھا۔ صرف ایک دھوتی پہن رکھی تھی۔ پاؤں میں کھڑاویں تھیں۔

ناگ نے کہا:

"مہاراج مجھے جوتشی جی مہاراج سے ملنا ہے۔"

"کیا کام ہے۔ میں ہی ہوں جوتشی۔"

ناگ نے کہا:

"مہاراج! میں اپنا زائچہ بنوانا چاہتا ہوں۔"

اور اس کے ساتھ ہی ناگ نے جیب سے سو روپے کے دو نوٹ نکال کر جوتشی کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ جوتشی بہت خوش ہوا اور نوٹ دھوتی کی ڈھب میں رکھتے ہوئے کہا:

"آؤ اندر آ جاؤ۔"

وہ سمجھا کوئی موٹی مرغی پھنسی ہے۔ جوتشی نے صندوق میں سے ایک پرانی کتاب اور سلیٹ نکال کر سامنے رکھی اور ناگ سے پوچھا:

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"ناگ"

جوتشی ذرا چونکا:

"عجیب نام ہے۔ اس کے آگے پیچھے کچھ نہیں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کچھ نہیں مہاراج۔ صرف ناگ ہی میرا نام ہے۔"

"اچھا اپنی تاریخ پیدائش بتاؤ۔"

ناگ نے کہا:

"تاریخ پیدائش تو شاید میرے ماں باپ کو بھی معلوم نہیں۔"

"کیا مطلب؟" جوتشی نے بھنویں سکیڑ کر پوچھا۔

ناگ اب اسے کیا بتاتا۔ کہنے لگا:

"مہاراج میرے ماں باپ زندہ نہیں ہیں اور مجھے کوئی پتہ نہیں کہ میں کب پیدا ہوا تھا۔"

جوتشی نے پرانی کتاب کے ورق الٹ کر گن دیکھا اور سلیٹ پر لکیریں ڈال کر ناگ کا زائچہ بنایا اور غور کرنے لگا۔ جوں جوں وہ غور کرتا گیا حیرت کے سمندر میں ڈوبتا گیا۔ ناگ سمجھ گیا کہ جوتشی کے پلّے کچھ نہیں پڑ رہا۔ اس نے کہا:

"مہاراج! یہ بتائیے کہ اس زائچے میں وہ ستارہ کہاں ہے جو آج سے چالیس اکتالیس سال پہلے فرانس اور جرمنی کے اوپر گردش کر رہا تھا۔"

جوتشی پہلے ہی حیران تھا۔ ناگ کے اس سوال پر تو اور زیادہ پریشان ہو گیا۔

"بھائی! آخر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

ناگ بولا:

"مہاراج! میرا زائچہ یہ نہیں بتاتا کہ آج سے چالیس برس پہلے میں کہاں تھا اور میرے اوپر کون سے ستارے کا سایہ تھا؟"

جوتشی نے سر کھجاتے ہوئے کہا:

"مجھے تو زائچہ یہ بھی نہیں بتا رہا کہ تم کون ہو اور آگے جا کر کیا کرو گے؟"

ناگ نے پوچھا:

"کیا میرے زائچے سے آپ کو کچھ بھی معلوم نہیں ہوا؟"

جوتشی بولا:

"مجھے تو یہ معلوم ہوا ہے کہ میں نے کسی انسان کا نہیں بلکہ سانپ کا زائچہ بنایا ہے۔ کیا تم سانپ ہو؟"

ناگ سمجھ گیا کہ کم بخت جوتشی نے زائچہ درست بنایا ہے اور زائچہ ٹھیک بول رہا ہے۔ اسے خوشی ہوئی اور امید کی کرن پیدا ہو گئی۔ اس نے جیب سے سو سو کے تین نوٹ نکال کر جوتشی کے ہاتھ میں دیے اور کہا:

"اب مجھے صرف ایک بات بتائیں۔"

"کہو کہو بچّہ!" جوتشی نے خوشی سے نوٹ سنبھالتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے پوچھا:

"میرے زائچے میں کوئی ایسا ستارہ بھی ہے جو اُلٹا چل رہا ہو؟"

جوتشی نے سلیٹ پر بنے ہوئے زائچے کو غور سے دیکھا اور ایک جگہ اُنگلی رکھ کر بولا:

"یہ ستارہ اُلٹا چل رہا ہے۔"

ناگ نے جوتشی سے اس ستارے کا نام پوچھا اور کہا:

"اب یہ بتاؤ کہ اس ستارے کی سب سے زیادہ شعاعیں اس شہر میں کس جگہ پر پڑ رہی ہیں؟"

جوتشی نے کہا:

"یہ ستارہ اپنی سب سے زیادہ شعاعیں آدھی رات کو اس شہر کے جنوب میں پارسیوں کے ایک قبرستان میں ڈالتا ہے۔"

ناگ نے جوتشی سے پارسیوں کے اس خاص قبرستان کے بارے میں پوری معلومات حاصل کرنے کے بعد اس کا شکریہ ادا کیا۔ اسے ایک سو روپیہ اور دیا اور وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد جوتشی زائچے کو ایک بار پھر غور سے تکنے لگا۔ وہ سر کھجاتے ہوئے اپنے آپ سے بولا:

"مجھے اب بھی یقین ہے کہ یہ زائچہ کسی انسان کا نہیں

ہے بلکہ کسی سانپ کا ہے۔"

رات کے نو بج رہے تھے۔ ناگ بمبئی شہر کے باہر کی کوٹھیوں والے علاقے سے نکل کر جوتشی کے بتائے ہوئے پارسیوں کے قبرستان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے ایک ٹیکسی کرائے پر لے لی اور آدھ گھنٹے کے بعد ٹیکسی نے اسے ایک اجاڑ اور ویران جگہ پر پہنچا دیا۔ یہاں ایک ٹیلے پر پارسیوں کا قبرستان تھا۔ پارسی اپنے مُردوں کو نہ تو جلاتے ہیں اور نہ دفن کرتے ہیں۔ بلکہ وہ مردے کو ایک کنوئیں میں جا کر رکھ دیتے ہیں۔ یہاں گدھ مردے کے انتظار میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ جب لوگ مردے کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں تو گدھ مُردے پر حملہ کر دیتے ہیں اور اس کا سارا گوشت نوچ نوچ کر کھا جاتے ہیں۔ یہ کنواں ایک اونچے مینار کے اندر بنایا گیا ہوتا ہے۔ اس مینار کو پارسی خاموشی کا مینار کہتے ہیں۔

ناگ نے دیکھا کہ ٹیلے پر ایک مینار بنا تھا جس کی اوپر والی منزل تک سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ یہاں ہر طرف گہری خاموشی اور اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ناگ سیڑھیاں چڑھ کر مینار کے اوپر آ گیا۔ مینار پر چاروں طرف بڑے بڑے گدھ بیٹھے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ مردے کا گوشت کھا کر بڑے سیر ہو گئے ہیں اور اب اُونگھ رہے تھے۔ ناگ کو دیکھ

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر کوئی بھی گدھ اپنی جگہ سے نہ ہلا۔

جوتشی کے کہنے کے مطابق اس کے الٹے چلنے والے ستارے کا سب سے زیادہ اثر اس مُردوں کے مینار پر آدھی رات کو پڑتا تھا۔ ناگ نے آسمان پر چمکتے ہوئے ستاروں میں سے اپنا الٹا چلنے والا ستارہ پہچان لیا تھا۔ یہ ستارہ نیلے رنگ کا تھا اور بڑی تیزی سے چمک رہا تھا۔ ناگ نے مینار کے اندر بنے ہوئے کنوئیں میں جھانک کر دیکھا۔ کنوئیں میں اوپر ایک مچان بنی ہوئی تھی۔ جس پر ایک مُردہ پڑا تھا۔ گدھوں نے اس کا گوشت جگہ جگہ سے کھا لیا تھا۔ اور ستاروں کی دھیمی روشنی میں اس کی ہڈیاں جگہ جگہ سے نظر آ رہی تھیں۔ مُردے کی آنکھوں کی جگہ گہرے گڑھے پڑے ہوئے تھے۔

ناگ مینار پر کنوئیں کے کنارے پتھر پر بیٹھ گیا۔ وہ آدھی رات ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جب رات کے ٹھیک بارہ بجے تو ناگ نے غور سے الٹا چلنے والے ستارے کو دیکھا۔ ستارہ بھڑک رہا تھا۔ کبھی سرخ ہو جاتا اور کبھی نیلا ہو جاتا۔ کبھی ایسے لگتا جیسے زمین کی طرف بڑھ رہا ہے اور کبھی یوں لگتا جیسے آسمان پر ایک طرف کو چلا جا رہا ہے۔ کنوئیں میں گہری خاموشی تھی۔ ناگ نے ستاروں کا ایک خفیہ

منتر پڑھا تو اسے کنوئیں میں سے ایک کمزور سی آواز سنائی دی۔ اس آواز نے ناگ کو اس کا نام لے کر پکارا تھا۔

ناگ نے جھک کر کنوئیں کے اندر بنی ہوئی مچان کو دیکھا۔ وہ چونک پڑا۔ جس مردے کا آدھے سے زیادہ گوشت گدھوں نے کھا لیا تھا اور جس کی آنکھوں کے ڈیلے بھی غائب تھے وہ مُردہ مچان پر اٹھ کر بیٹھا ہوا تھا اور اپنا سر اوپر کیے اپنی آنکھوں کے تاریک گڑھوں سے ناگ کو تک رہا تھا۔ یہ آواز اسی کے منہ سے نکلی تھی جس کے ہونٹ غائب تھے اور کھوپڑی کے دانت ہی باقی رہ گئے تھے۔ ناگ کی جگہ کوئی دوسرا انسان ہوتا تو غش کھا کر کنوئیں میں گر پڑتا۔ مگر ناگ ایک بہادر اور خدا پر بھروسہ رکھنے والا آدمی تھا اور جو لوگ خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں اور صرف خدا سے ڈرتے ہیں انہیں دنیا کی کوئی چیز نہیں ڈرا سکتی۔ ناگ نے مُردے سے کہا:

"کیا تم نے مجھے آواز دی تھی؟"

مُردے نے کہا:

"ہاں ناگ! میں مر چکا ہوں۔ کل تک جو لوگ مجھ سے پیار کرتے تھے آج وہ مجھے یہاں گدھوں کے حوالے کر کے چلے گئے ہیں اور گدھوں نے میرا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گوشت کھا لیا ہے۔ مگر میری روح زندہ ہے اور مجھ پر زندگی کے سارے بھید کھل گئے ہیں۔ میں جانتا ہوں تم یہاں کس لیے آئے ہو۔"

ناگ نے کہا:

"تو پھر کیا تم میری کچھ مدد کر سکتے ہو؟"

مردہ بولا:

"تمہارے سر کے بالکل اوپر تمہارا ستارہ اس وقت بڑی تیزی سے اُلٹا چل رہا ہے۔ اس کی شعاعیں تم پر پڑ رہی ہیں مگر چونکہ تم خدا پر ایمان رکھتے ہو اس لیے ستارے کی منحوس شعاعیں تم پر اثر نہیں ڈال رہیں۔"

ناگ کہنے لگا:

"لیکن اس وقت مجھے اس ستارے کی بہت ضرورت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ الٹا چلتے ہوئے مجھے بھی اپنے ساتھ لے لے اور مجھے آج سے اکتالیس برس پہلے کے فرانس میں پہنچا دے۔"

مردے نے کہا:

"مجھ پر تمہارے دل کا سب حال کھلا ہے۔ اب میری بات غور سے سنو۔ اب سے تھوڑی دیر بعد تمہارے ستارے کی شعاعیں مجھ پر پڑیں گی۔ ان شعاعوں کے اثر سے میرے جسم کی بچی کھچی ہڈیاں جل کر سیاہ ہو جائیں گی اور میں اپنے جسم کو چھوڑ کر آسمانوں کی طرف پرواز کر جاؤں گا۔ لیکن میں جانے سے پہلے تمہیں اپنے جسم کی ایک ہڈی دینا چاہتا ہوں۔ یہ ہڈی لے کر تم کنوئیں کے باہر جانب مشرق کو منہ کر کے کھڑے ہو جانا۔ اس کے بعد شعاعیں تم پر پڑنے لگیں گی۔ تم گھبرانا نہیں۔ پھر تمہارا واپسی کا سفر شروع ہو جائے گا۔"

یہ کہہ کر مردہ خاموش ہو گیا۔ پھر وہ مچان پر لیٹ گیا۔ رات گذرتی گئی۔ الٹا ستارہ اسی طرح چمک رہا تھا۔ اچانک ناگ نے دیکھا کہ ستارے میں سے نیلے اور سرخ رنگ کی شعاعیں نکل کر سیدھی کنوئیں میں مُردے پر پڑنے لگیں۔ ان شعاعوں کے اثر سے مردے کی ہڈیوں میں سے ہلکا ہلکا دھواں اٹھنا شروع ہو گیا۔ اتنے میں کنوئیں میں سے مردے کے بازو کی ایک ہڈی اچھل کر ناگ کے سامنے آن گری۔ ناگ نے ہڈی اٹھا لی۔ جونہی ہڈی ناگ نے اٹھائی اُلٹے ستارے کی روشنی مردے سے ہٹ کر ناگ پر پڑنے لگی۔ ناگ اس روشنی میں نہا گیا۔ وہ سرخ اور نیلے رنگ کا

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو گیا۔ اس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ ہڈی اس کے ہاتھ میں تھرتھرانے لگی۔ جیسے ابھی چھوٹ کر گر جائے گی۔ ناگ نے ہڈی کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ ہڈی نے اسے گھسیٹنا شروع کر دیا۔ ہڈی میں اتنی طاقت خدا جانے کہاں سے آ گئی تھی ستارے کی شعاعیں اسی طرح ناگ پر پڑ رہی تھیں۔ ہڈی ناگ کو لے کر کنوئیں سے دور لے گئی۔ آگے مینار ختم ہو گیا تھا۔ ناگ کو خطرہ تھا کہ اب وہ نیچے گر پڑے گا۔ مگر جونہی مینار ختم ہوا ناگ نے محسوس کیا کہ وہ ہوا میں کھڑا ہے اور ہڈی اسے آہستہ آہستہ آگے لیے جا رہی ہے۔

وہ ہوا میں اڑ رہا تھا۔

آدھی رات کی تاریک فضا میں آتے ہی ستارے کی روشنی تیز ہونا شروع ہو گئی۔ ناگ نے ارد گرد دیکھنے کی کوشش کی۔ اسے سوائے تیز روشنی کے اور کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ہوا میں اس کے کپڑے پھڑپھڑا رہے تھے اور بال اُڑ رہے تھے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ وقت پیچھے کی طرف جا رہا ہے اور الٹا ستارہ الٹی گردش کرتے ہوئے اسے ساتھ لے کر واپس جا رہا ہے۔ پھر روشنی کم ہوتی گئی۔ اس نے جو ہڈی ہاتھ میں تھام رکھی تھی وہ اس کے ہاتھ میں چھوٹ کر ہوا میں اُڑ گئی۔ پھر اسے دُور نیچے

PDFBOOKSFREE.PK

بلڈنگوں کے ابھرے ہوئے سائے نظر آئے۔ وہ کسی شہر کے اوپر آ گیا تھا۔ مگر کسی بلڈنگ میں روشنی نہیں ہو رہی تھی۔ ناگ کے دل میں خیال آیا کہ وہ اکتالیس سال پیچھے کے زمانے میں آ گیا ہے۔ دوسری جنگ عظیم کا زمانہ ہے۔ اور شہر میں رات کو بلیک آؤٹ ہے جس کی وجہ سے کسی گھر، کسی بلڈنگ میں رات کے وقت روشنی نہیں ہو رہی۔

ناگ اب یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کس شہر میں ہے۔ ماریا اس سے فرانس میں جدا ہوئی تھی اور وہ فرانس ہی میں اُترنا چاہتا تھا۔ ستارے کی روشنی اب واپس ستارے کی طرف جا رہی تھی اور ناگ نے آہستہ آہستہ نیچے اترنا شروع کر دیا تھا۔ وہ درختوں کے درمیان ایک پارک میں اتر گیا۔ اسے دور آسمان پر توپوں کی روشنی اور گولوں کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ پارک میں اندھیرا تھا۔ جگہ جگہ ہوائی حملے سے بچنے کے لیے خندقیں کھدی ہوئی تھیں ناگ نے ایک بورڈ کو غور سے دیکھا۔ اس پر جرمن زبان میں لکھا تھا۔ "بچوں کا پارک" ناگ نے سر پکڑ لیا۔ وہ فرانس کی بجائے جرمنی کے کسی شہر میں اتر آیا تھا۔ اس وقت فرانس کے محاذ پر زبردست جنگ ہو رہی تھی۔ جرمنی نے چیکوسلواکیہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آسٹریا اور یوگوسلاویہ پر قبضہ کر لیا ہوا تھا۔ فرانس کے محاذ پر دوسری طرف انگریز اور امریکی فوجیں جرمنوں کا مقابلہ کر رہی تھیں۔ شہروں پر گولہ باری ہو رہی تھی۔ دونوں جانب کے ہوائی جہاز آ کر زبردست بمباری کر جاتے تھے۔ شہروں میں جنگ کی تباہی مچی ہوئی تھی۔

ناگ اس بات سے مطمئن تھا کہ وہ ۱۹۸۳ء سے نکل کر ۱۹۴۲ء میں آگیا ہے اور وہ ماریا کو کہیں نہ کہیں ضرور تلاش کر لے گا۔ اب وہ کسی نہ کسی طرح جرمنی کی سرحد عبور کر کے فرانس میں داخل ہونا چاہتا تھا۔ کیوں کہ ماریا فرانس ہی میں اس سے الگ ہوئی تھی۔

لاش کی واپسی

ناگ پارک سے باہر نکل کر ایک سڑک پر آگیا۔ یہ اندھیری سڑک تھی۔ مگر ناگ اس اندھیرے میں بھی سڑک کے کنارے بنی ہوئی فوجی بارکوں کو صاف دیکھ رہا تھا۔ وہ چند قدم ہی چلا ہو گا کہ پیچھے سے آواز آئی:

"ہینڈز اپ۔"

ناگ نے ہاتھ کھڑے کر دیئے۔ ایک آدمی نے پیچھے سے اس کے کپڑوں کی تلاشی لینی شروع کر دی کہ کہیں اس کے پاس پستول تو نہیں۔ پھر وہ ناگ کے سامنے آگیا۔ یہ ایک جرمن فوجی تھا جو رات کو گشت لگا کر پہرہ دے رہا تھا۔ اس نے جرمن زبان میں ناگ سے پوچھا:

"کون ہو تم؟ یہاں کیا کر رہے ہو؟"

ناگ چونکہ ہر زبان بول اور سمجھ لیتا تھا اس لیے اس نے جرمن زبان میں کہا:

"میں مزدور ہوں۔ دن کو مزدوری کرتا ہوں۔ رات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو باغ میں کسی بنچ پر پڑ کر سو رہتا ہوں۔"

"پھر تم سڑک پر کیا کر رہے ہو؟ پارک میں سو کیوں نہیں رہے؟"

ناگ نے کہا:

"نیند نہیں آ رہی تھی۔ دل نے کہا ذرا چہل قدمی کروں۔"

جرمن فوجی نے کہا:

"اپنا شناختی کارڈ دکھاؤ۔"

ناگ کے پاس بھلا شناختی کارڈ کہاں تھا۔ اس نے بہانہ بنایا کہ میرا شناختی کارڈ گم ہو گیا تھا۔ نیا بنوانے کے لیے فارم بھر کر دے رکھا ہے۔ جرمن فوجی نے سٹین گن تان لی اور ٹارچ روشن کر کے ناگ کے منہ پر ڈالی۔

"تم جرمن نہیں ہو۔ تمہارا رنگ سانولا ہے۔ کون ہو تم؟"

ناگ بولا:

"میں سوڈان کے ملک کا رہنے والا ہوں۔ بڑی دیر سے جرمنی میں رہ کر مزدوری کر رہا ہوں۔"

اتنے میں ایک اور جرمن فوجی آ گیا۔ پہلے فوجی نے آنے والے فوجی سے کہا:

"اس کی تلاشی لو۔ یہ مجھے کوئی جاسوس لگتا ہے۔"

دوسرے فوجی نے ناگ کی جیبیں ٹٹولنی شروع کر دیں۔ [illegible] ناگ کے پاس شیلا کے دیئے ہوئے چھ سات سو بھارتی کرنسی نوٹ موجود تھے۔ بھارتی کرنسی دیکھ کر جرمن فوجی نے گرج کر کہا:

"یہ جاسوس ہے۔ اس کے پاس انڈین کرنسی ہے۔"

بھارت ان دنوں جرمنی کے خلاف تھا اور ہندوستانی فوجیں انگریزوں کے ساتھ مل کر جرمنوں کے خلاف لڑ رہی تھیں۔

"اسے لے چلو۔"

اور وہ ناگ کو پکڑ کر سامنے والی فوجی بارک میں لے آئے۔ اسے ایک جرمن کمانڈنٹ کے سامنے پیش کیا گیا۔ جرمن کمانڈنٹ نے بھارتی کرنسی کو اور پھر ناگ کو غور سے دیکھا۔ مسکرایا۔ اٹھ کر ناگ کے سامنے آیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا:

"تمہارے دوسرے جاسوس ساتھی کہاں کہاں ہیں؟"

ناگ نے کہا:

"میرا کوئی جاسوس ساتھی نہیں ہے۔ میں خود بھی جاسوس نہیں ہوں۔ میں یہاں مزدوری کرتا ہوں۔"

کمانڈنٹ نے کہا:

"تمہارا ورک پرمٹ کہاں ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جرمنی میں جنگ کے زمانے میں بھی جو مزدور مزدوری کرتے تھے ان کے پاس ورک پرمٹ ہوا کرتے تھے۔ ناگ کے پاس ورک پرمٹ بھی نہیں تھا۔ جرمن کمانڈنٹ نے ناگ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔

"اگر تم نے سیدھی طرح نہ بتایا کہ تم کون ہو اور تمہارے ساتھی جرمنی میں کہاں کہاں ہیں تو تمہیں اسی وقت شوٹ کر دیا جائے گا۔"

اور کمانڈنٹ نے پستول نکال لیا۔ ناگ بڑا پریشان ہوا کہ کم بخت کس مصیبت میں پھنسا دیا ہے اس جرمن فوجی نے۔ مگر کچھ نہ کر سکتا تھا۔ جرمن فوجی جاسوسوں کو اسی وقت گولی مار دیتے تھے۔ یہ ناگ کی خوش قسمتی تھی کہ ابھی بچا ہوا تھا۔ جب ناگ نے ایک بار پھر جاسوس ہونے سے انکار کیا تو جرمن کمانڈنٹ نے فوجیوں سے کہا:

"اسے بند کر دو۔ صبح کرنل کے سامنے پیش کریں گے۔"

ناگ کو بارک کی ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ ناگ یہی چاہتا تھا۔ جونہی فوجی نے کوٹھڑی کا دروازہ بند کر کے باہر سے تالا لگایا ناگ نے اُٹھ کر کوٹھڑی کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ کوٹھڑی کی دیواریں لکڑی کی تھیں اور کئی جگہوں پر سوراخ ہو رہے تھے۔ ناگ ان احمق جرمن

جرمنوں کی قید میں رہ کر اپنا وقت نہیں ضائع کرنا چاہتا تھا۔ اچانک خطرے کا الارم چیخ اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی انگریزوں کے بمبار ہوائی جہاز آ گئے اور انہوں نے بم برسانے شروع کر دیئے۔ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑ گئی۔ دو بم بارک کے قریب گرے جن کے دھماکوں سے بارک کا ایک حصہ اڑ گیا اور ناگ کی کوٹھڑی کا دروازہ اکھڑ کر دور جا گرا۔ وہاں گرد و غبار پھیلا ہوا تھا اور جرمن سپاہی جانیں بچانے کے لیے بھاگ رہے تھے۔

ناگ بھی کوٹھڑی سے نکل کر باہر آ گیا۔ کئی جگہوں پر آگ لگ گئی تھی۔ ہوائی جہاز بم گرا رہے تھے اور طیارہ شکن توپیں دھاڑ رہی تھیں۔ ناگ بارکوں والے میدان سے بھاگ کر باہر آیا اور ساتھ والے جنگل میں گھس گیا۔ آسمان پر روشنیوں کے بم پھینکے جا رہے تھے۔ تاکہ انگریزی ہوائی جہازوں کو نشانہ بنایا جا سکے۔ ناگ نے ایک جہاز کو گولہ لگتے اور اس کے پائیلٹ کو چھاتے کے ذریعے باہر کودتے دیکھا۔ اس کے بعد فضا میں اندھیرا چھا گیا۔ ہوائی جہاز بمباری کر کے واپس چلے گئے تھے۔ ناگ چونکہ اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا تھا۔ اس نے انگریز ہواباز کے پیراشوٹ کو ایک جگہ جنگل میں اترتے دیکھا اور اُدھر

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو چل دیا۔ وہ جانتا تھا کہ جرمن سپاہی اس انگریز ہواباز کی تلاش میں وہاں آئیں گے اور ہوا باز کو یا تو گرفتار کر لیں گے اور اگر اس نے مقابلہ کیا تو اسے وہیں گولی مار کر ہلاک کر دیں گے۔

ناگ کے دل میں خیال آیا کہ اس انگریز ہواباز کو دشمنوں سے بچایا جائے۔ وہ دوڑ کر اس مقام پر آ گیا جہاں پیرا شوٹ کے ذریعے ہوا باز اُترا تھا۔ ایک جگہ پیراشوٹ درختوں میں اُلجھا ہوا تھا۔ ناگ نے دیکھا کہ انگریز ہواباز رسّی سے درخت کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور جیب سے چاقو نکال کر رسّی کو کاٹنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ہواباز رسّی کاٹ کر دھم سے نیچے گر پڑا۔ گرتے ہی وہ اٹھا اور پستول جیب سے نکال کر درخت کی اوٹ میں ہو کر اندھیرے میں دیکھنے لگا۔ اس نے ناگ کو اندھیرے میں نہیں دیکھا تھا مگر ناگ اسے برابر دیکھ رہا تھا۔

ناگ اس ہوا باز کے پاس جانے ہی والا تھا کہ اسے جرمن سپاہیوں کے بھاگنے کی آوازیں سنائی دیں۔ تین جرمن سپاہی مشین گنیں تانے ہواباز کو تلاش کرتے وہاں آ گئے۔ ناگ نے ان کے سامنے آ کر اپنا آپ دکھایا اور پھر درختوں میں ایک طرف بھاگ اٹھا۔ جرمن سپاہی اسے ہواباز

PDFBOOKSFREE.PK

سمجھ کر اس کے پیچھے لگ گئے۔ انگریز ہواباز یہ تماشہ دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنی جگہ پر سمٹ کر بیٹھا رہا۔ جرمن فوجی ناگ کے پیچھے پیچھے دوڑ رہے تھے اور شور مچا رہے تھے۔ انہوں نے تڑاتڑ ناگ پر مشین گن کی فائرنگ شروع کر دی۔ ناگ تیزی سے بھاگتا چلا گیا۔ جب اس نے سوچا کہ اب وہ کافی دور نکل آیا ہے اور جرمن سپاہی اس کی تلاش میں پیچھے نہیں آئیں گے تو وہ پرندہ بن کر فضا میں بلند ہوا اور پرواز کرتا ہوا واپس درختوں میں اس مقام پر آ گیا جہاں انگریز ہواباز جھاڑیوں میں چھپا بیٹھا وہاں سے فرار ہونے کی ترکیب سوچ رہا تھا۔ وہ سارا علاقہ دشمنوں سے بھرا ہوا تھا اور وہاں سے فرار ہونا ایک عام انسان کے لیے آسان کام نہیں تھا۔

ناگ انگریز ہواباز کے پیچھے جا کر انسانی شکل میں ظاہر ہو گیا۔ آہٹ پا کر ہواباز نے پستول تان لیا۔ وہ گولی چلا دیتا تو اس کی آواز سن کر دور گئے ہوئے جرمن سپاہی واپس آ جاتے۔

ناگ نے وہیں سے ہلکی آواز میں کہا:

”گولی مت چلانا۔ میں تمہارا دوست ہوں۔“

انگریز ہوا باز پستول اٹھائے خاموش کھڑا رہا۔ ناگ اس کے سامنے آ گیا۔ ہوا باز نے جب اپنے سامنے شہری لباس یعنی قمیض پتلون میں ایک سانولے رنگ کے نوجوان کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھا تو ٹھٹھک گیا۔ کیوں کہ وہ گورا جرمن نہیں تھا۔ ناگ نے کہا؛

"میں ملک ہندوستان سے آیا ہوں۔ یہاں محنت مزدوری کرتا تھا کہ جرمنوں نے مجھے جاسوس سمجھ کر قید کر لیا۔ بمباری سے قید خانہ تباہ ہوا تو میں بھاگ نکلا۔ میں نے تمہیں جہاز میں سے پیراشوٹ کے ذریعے چھلانگ لگاتے دیکھ کر تمہاری مدد کرنے کا فیصلہ کیا اور جب جرمن سپاہی تمہیں تلاش کرتے یہاں پہنچے تو ان کے آگے بھاگ کر میں نے انہیں غلط راہ پر ڈال دیا۔ اب وہ جنگل میں دور نکل چکے ہیں۔ میں خود یہاں قیدی ہوں اور فرار ہونا چاہتا ہوں۔ کیوں نہ ہم دونوں مل کر یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کریں۔"

انگریز ہوا باز کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس نے ناگ پر پوری طرح اعتبار نہیں کیا تھا۔ لیکن وہ اعتبار کرنے کے سوا اور کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا۔ ناگ بڑی خوب صورت انگریزی میں بات کر رہا تھا جس سے انگریز ہوا باز متاثر ہوا تھا۔ اس نے پستول جیب میں ڈالا اور ناگ کو قریب آنے کا اشارہ کیا۔ ناگ نے قریب آ کر ہوا باز سے اس کا نام

"اچھا"۔ ہواباز نے کہا؛

"میرا نام ٹیلر ہے اور تمہارا نام؟"

"ناگ۔"

"انڈین نام لگتا ہے۔"

"میں نے بتایا نا کہ میں ہندوستان میں پیدا ہوا تھا۔"

"مگر تم انگریزی بالکل انگریزوں کی طرح بولتے ہو۔"

"میں لندن میں رہ چکا ہوں۔"

ہواباز نے اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے ناگ سے پوچھا؛

"کیا تم اس جنگل کے رستوں سے واقف ہو؟"

"نہیں۔ مگر شہر یہاں سے دور نہیں ہے۔"

انگریز ہوا باز نے کہا؛

"شہر میں جانا خطرناک ہو گا۔ ہمیں اسی جنگل میں چھپ کر یہاں سے فرار کی سکیم تیار کرنی ہو گی۔"

پھر اس نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا؛

"اگر تم نے مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی تو میں تمہیں گولی مار دوں گا۔"

ناگ کو ہوا باز کی یہ بات بری لگی۔ اس نے تو نیک دلی سے اس کی مدد کرنی چاہی تھی اور اس کی مدد کے لیے وطن

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آیا تھا لیکن وہ اُلٹا اس پر شک کر رہا تھا اور اسے جان سے مار دینے کی دھمکیاں دے رہا تھا۔ لیکن ناگ نے اس لیے زیادہ خیال نہ کیا کہ انگریز ہوا باز کی جان دشمنوں کے نرغے میں پھنسی ہوئی تھی اور وہ ہر ایک پر شک کرنے میں بجا تھا۔ چونکہ ناگ خود جرمنی کے ملک سے فرار ہو کر فرانس ماریا کے پاس پہنچنا چاہتا تھا اس لیے اس نے سوچا کہ چلو اس ہوا باز کے ساتھ وہاں سے نکل چلیں گے۔ کیونکہ انگریز ہواباز کو فرانس کی سرحدوں کا علم تھا اور فرانس سے گذر کر ہی وہ انگلستان اپنے وطن پہنچ سکتا تھا۔ اس نے مسکرا کر ہوا باز سے کہا:

"یہ وقت آنے پر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میں تمہارا کتنا دوست اور کتنا دشمن ہوں اور تمہیں دھوکہ دینا چاہتا ہوں کہ تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔"

انگریز ہواباز نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ کان لگا کر ایک آواز سننے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ آواز اندھیرے میں درختوں کی طرف سے آ رہی تھی۔ اچانک سرچ لائیٹس کی روشنی میں جنگل جگمگا اٹھا اور جرمن فوجیوں نے مشین گنیں تان کر ان دونوں کو گھیر لیا۔

"ہینڈز اپ خبردار ہلنے کی کوشش نہ کرنا۔"

ناگ اور ہواباز ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ انہیں اسی وقت گرفتار کر لیا گیا۔ جنگل سے باہر سڑک پر فوجی جیپ کھڑی تھی۔ اس میں دونوں کو بٹھا کر ہیڈ کوارٹر کے جیل خانے میں بند کر دیا گیا۔

ہواباز پریشان تھا۔ کہنے لگا:

"یہ لوگ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

پھر اس نے جیب سے چمڑے کا بٹوہ نکال کر ناگ کو دیتے ہوئے کہا:

"اگر میں مار دیا گیا اور تم بچ گئے تو یہ بٹوہ میری بیوی ہیلن کو پیرس میں پہنچا دینا۔ اس کے گھر کا پتہ اس بٹوے میں ہے۔ اس میں ہماری شادی کی انگوٹھی بھی ہے۔ اسے کہنا کہ میں اس کے لیے کچھ نہیں کر سکا اس کا مجھے افسوس ہے۔ وہ فرانس کی رہنے والی ہے۔ اسے کہنا کہ لندن میرے بھائی کے پاس چلی جائے۔"

ناگ نے بٹوہ جیب میں رکھ لیا۔ انگریز ہواباز کی چھٹی حس نے اسے آنے والی موت کے بارے میں بتا دیا تھا۔ کیونکہ دوسرے دن اسے جرمن افسر پوچھ گچھ کے لیے لے گئے، اور پھر اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اسی رات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ ناگ کو بھی پوچھ گچھ کے لیے لے گئے۔ ناگ کو چونکہ کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔ اس لیے اس نے کچھ نہ بتایا۔ جرمن افسروں نے اسے بھی گولی سے اڑا دینے کا حکم صادر کر دیا۔ چار جرمن سپاہی ناگ کو پکڑ کر جیل خانے کے پیچھے صحن میں لے گئے اور پتھر کی دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ جرمن سپاہی رائفلیں تان کر ناگ کا نشانہ باندھ رہے تھے کہ وہ کھڑے کھڑے اپنی جگہ سے غائب ہو گیا۔ جرمن سپاہی اور افسر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ ادھر اُدھر بھاگ کر انہوں نے ناگ کو تلاش کرنے کی کوشش کی مگر اس وقت ناگ جرمنی کے اس شہر کی سرحد عبور کر چکا تھا۔ وہ پرندے کی شکل میں سفر کر رہا تھا۔ اس نے اوپر سے زمین پر پیرس کے ایفل ٹاور کو دیکھا۔ سمجھ گیا کہ وہ پیرس پہنچ گیا ہے۔

ناگ ایفل ٹاور کی سب سے اوپر والی منزل میں اترا اور انسانی شکل اختیار کر کے لفٹ کے ذریعے نیچے آ گیا۔ دن کافی نکل آیا تھا مگر جنگ کی وجہ سے پیرس کی سڑکیں ویران ویران تھیں۔ جرمن فوجوں کا دباؤ بہت زیادہ بڑھ رہا تھا اور شہر میں اس خبر سے افراتفری پھیلی ہوئی تھی کہ جرمن فوجیں پیرس میں داخل ہونے ہی والی ہیں۔ ناگ انگریز ہواباز ٹیلر کی بیوی کے پاس اس کی امانت پہنچ

تھا۔ ناگ کو اس بات کی خوشی بھی تھی کہ وہ س کے سب سے بڑے شہر پہنچ گیا ہے اور اب وہ کو تلاش کر سکے گا۔

ناگ کے پاس فرانس میں چلنے والے نوٹ اور نہیں تھے اس لیے وہ کسی ٹیکسی میں سوار نہیں ہو سکتا تھا۔ اس نے انگریز ہواباز کی بیوی ہیلن کا ایڈریس بٹوے میں سے نکال کر غور سے پڑھا اور اس کی تلاش میں چل پڑا۔ شہر کے لوگ جرمن فوجوں کے شہر میں داخل ہونے کی خبروں سے بڑے پریشان تھے۔ کافی دکانیں بند تھیں۔ بس بھی کوئی کوئی کھل رہی تھی۔ ناگ نے بڑی مشکل سے ہواباز کی بیوی کے محلے کا پتہ پوچھا اور پیدل ہی سڑکوں اور بازاروں میں سے ہوتا اس محلے میں پہنچ گیا۔ یہ شہر کا خوب صورت علاقہ تھا۔ دریا پاس ہی بہتا تھا۔ چھوٹے چھوٹے سرخ ڈھلوانی چھتوں والے مکان بنے تھے۔ ان میں سے ایک مکان پر انگریز ہواباز کی بیوی کے مکان کا نمبر لکھا تھا۔

ناگ نے مکان کی گھنٹی کا بٹن دبایا۔ اسے مکان کے اندر گھنٹی کے بجنے کی دھیمی سی آواز سنائی دی۔ مگر کسی نے دروازہ نہ کھولا۔ تیسری بار گھنٹی بجانے پر ایک نوکرانی

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے دروازہ کھول کر ناگ سے پوچھا کہ وہ کس سے ملنا چاہتا ہے۔ ناگ نے ہیلن کا نام بتایا اور کہا کہ وہ بہت ضروری کام سے آیا ہے۔ نوکرانی نے اسے اندر بلا کر دروازہ بند کر دیا۔ پھر اس نے پردہ ہٹا کر کہا:

"یہاں بیٹھیں۔ مالکن اپنے خاوند کے ساتھ چائے پی رہی ہے۔ میں اسے ابھی اطلاع کرتی ہوں:"

ناگ چونک پڑا۔ ہیلن کا خاوند تو جرمنی میں مر چکا ہے۔ پھر وہ کس خاوند کے ساتھ چائے پی رہی ہے؟ ناگ نے نوکرانی سے پوچھا:

"مالکن کا خاوند تو محاذِ جنگ پر گیا ہوا تھا:"

نوکرانی بولی:

"ہاں۔ وہ آج ہی میدان جنگ سے واپس آیا ہے:"

ناگ کا ذہن اور زیادہ اُلجھ گیا۔ اس نے نوکرانی سے کہا

"تمہاری مالکن کا نام ہیلن ہے ناں؟"

"جی ہاں:"

"اور اس کے خاوند کا نام ٹیلر ہے؟"

"ہاں ہاں۔ اور وہ انگریز ہے اور ہوا باز ہے۔ کچھ اور معلوم کرنا چاہتے ہو تو وہ بھی معلوم کر لو:"

اتنا کہہ کر نوکرانی چلی گئی۔ ناگ اُلجھن میں پھنس گیا کہ ہیلن کا خاوند مرنے کے بعد کیسے زندہ ہو کر وہاں اس سے پہلے پہنچ گیا۔ اس نے اپنی آنکھوں سے انگریز ہوا باز یعنی ہیلن کے خاوند کی لاش جیل خانے کے صحن میں پڑی دیکھی تھی۔ وہ کمرے میں ٹہلنے لگا۔ وہ ہیلن کے خاوند کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ یا تو ہیلن جھوٹی ہے اور کسی دوسرے آدمی کو اپنا خاوند ظاہر کر رہی ہے اور یا پھر نوکرانی جھوٹ بول رہی ہے۔ ناگ ہیلن کے خاوند کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا۔

اسے دوسرے کمرے سے ایک عورت اور آدمی کے بولنے کی ہلکی ہلکی آوازیں آ رہی تھیں۔ پھر عورت کی ہنسی کی آواز سنائی دی۔ پھر میز پر چائے کی پلیٹ رکھنے کی آواز آئی۔ ناگ اٹھ کر بند دروازے کے پاس گیا اور اس نے ایک سوراخ میں سے جھانک کر دوسری طرف دیکھا۔ جو کچھ اس نے دوسرے کمرے میں دیکھا اسے دیکھ کر ناگ کا دماغ چکر کھا گیا۔ سچ مچ دوسرے کمرے میں ہیلن کے پاس وہی انگریز ہوا باز فوجی وردی میں بیٹھا تھا جو ناگ کو جرمنی کے جنگل میں ملا تھا اور جسے جرمن سپاہیوں نے گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ ماجرا کیا ہے؟ کہیں وہ خواب تو نہیں دیکھ رہا ہے؟ ناگ نے اپنی انگلی دانتوں میں ڈال کر زور سے کاٹی۔ درد سے وہ اپنا ہاتھ جھٹکنے لگا۔ نہیں۔ یہ خواب نہیں تھا۔ وہ جاگ رہا تھا اور اس کی آنکھوں کے سامنے دوسرے کمرے میں ایک ایسا انسان بیٹھا اپنی بیوی کے ساتھ چائے پی رہا تھا اور باتیں کر رہا تھا جس کی لاش اس نے اپنی آنکھوں سے گولیوں سے چھلنی صحن کے فرش پر پڑی دیکھی تھی۔ اتنے میں نوکرانی دوسرے کمرے میں آئی اور ہیلن کی طرف دیکھ کر بولی:

"ایک مہمان آپ سے ملنے آیا ہے۔"

ہیلن نے کہا:

"اسے ڈرائینگ روم میں بٹھاؤ۔"

نوکرانی نے کہا:

"میں نے انہیں بٹھا دیا ہے۔"

ہیلن بولی:

"میں ابھی آتی ہوں۔"

نوکرانی چلی گئی۔ ہیلن نے اپنے انگریز ہوا باز خاوند کی طرف دیکھا اور کہا:

"میرے دفتر کا سیکرٹری آیا ہو گا۔ جرمن فوجیں

فرانس میں داخل ہونے والی ہیں۔ وہ مشورہ کرنے آیا ہو گا۔ لوگ پریشان ہیں۔ ٹیلر! ہمیں آج ہی یہاں سے انگلستان فرار ہو جانا چاہیے۔"

ہواباز نے کہا:

"میں ہیڈکوارٹر جا رہا ہوں۔ تھوڑی دیر میں آؤں گا۔ پھر ہم یہاں سے نکل چلیں گے۔ اچھا اب میں جاتا ہوں۔"

ناگ نے ہوا باز کی آواز بھی پہچان لی تھی۔ بالکل وہی آدمی تھا۔ وہ اٹھا اور اپنی بیوی ہیلن کا ہاتھ چوم کر دروازے کی کھڑکی کی طرف بڑھا۔

ہیلن نے کہا:

"ٹیلر! دروازے کی طرف سے کیوں نہیں جاتے؟ آؤ۔ تمہیں میں اپنے سیکرٹری سے بھی ملاتی ہوں۔"

انگریز ہواباز نے کہا:

"نہیں ہیلن ڈیئر! جنگ کا زمانہ ہے۔ ہمیں بڑی احتیاط کرنی چاہیے۔ ہو سکتا ہے یہ جرمنوں کے لیے یہاں جاسوسی کر رہا ہو۔"

ہیلن اپنے خاوند کا منہ تکتی رہی اور وہ کھڑکی میں سے باہر کود کر مکان کے پچھواڑے کے درختوں میں غائب

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو گیا۔

ناگ بند دروازے سے ہٹ کر صوفے پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس کا دماغ پریشان اور اُلجھا ہوا تھا۔ اتنے میں پردہ ہٹا اور انگریز ہوا باز کی بیوی ہیلن مسکراتی ہوئی اندر آ گئی۔ ناگ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ہیلن کو سلام کیا۔ ہیلن نے کہا:

"میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟"

ناگ نے کہا:

"اگر آپ مجھے اس کمرے میں جانے کی اجازت دے دیں جہاں ابھی ابھی آپ ایک آدمی سے باتیں کر رہی تھیں تو میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گا۔"

ہیلن نے کہا:

"وہ آدمی میرا خاوند تھا۔"

ناگ بولا:

"میں آپ کے خاوند کے بارے میں ہی کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں مگر ساتھ والے کمرے میں جا کر کروں گا۔"

ہیلن ناگ کو لے کر ساتھ والے کمرے میں آ گئی۔ یہاں وہ تھوڑی دیر پہلے اپنے خاوند سے باتیں کر رہی تھی۔ ناگ نے میز پر پڑی چائے کی پیالیوں کو اٹھا کر غور سے دیکھا۔ ہیلن تعجب سے ناگ کو دیکھ رہی تھی کہ یہ شخص کون ہے اور کیا چاہتا ہے۔ پھر اسے خیال آیا کہ ضرور یہ کوئی پولیس یا فوج کے خفیہ محکمے کا جاسوس ہے۔ ناگ نے ہیلن کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی بیٹھ گیا۔ پھر اس نے جیب سے اس کے خاوند کا بٹوہ نکال کر ہیلن کو دیا جس میں ان دونوں کی شادی کی تصویر لگی تھی اور شادی کی انگوٹھی بھی تھی۔

"ان چیزوں کو آپ پہچانتی ہیں؟" ناگ نے پوچھا۔

ہیلن نے بٹوے میں لگی تصویر دیکھی پھر انگوٹھی ہاتھ میں لے کر بولی:

"کیوں نہیں۔ یہ میرے خاوند کا بٹوہ ہے اور یہ ہماری شادی کی تصویر ہے اور یہ — یہ ہماری شادی کی انگوٹھی ہے۔"

ناگ نے کہا:

"آپ حیران ہو رہی ہوں گی کہ یہ چیزیں میرے پاس کیسے آ گئیں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیلن بولی:

"جی ہاں۔ یہ آپ کو کس نے دیں؟"

ناگ نے کہا:

"یہ چیزیں آپ کے خاوند نے مرنے سے تھوڑی دیر پہلے مجھے دی تھیں۔"

ہیلن کو جیسے کسی نے کاٹ کھایا۔ وہ چونک کر اچھل سی پڑی:

"موت سے پہلے؟ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟"

اب ناگ نے انگریز ہوا باز کی بیوی کو شروع سے آخر تک ساری کہانی بیان کر دی کہ کس طرح جرمنی کے جنگل میں اس کے خاوند کا طیارہ تباہ ہوا اور وہ پیراشوٹ سے اُترا۔ پھر کس طرح دونوں کی جنگل میں ملاقات ہوئی اور دونوں پکڑے گئے اور اس کے خاوند نے اسے بٹوہ اور شادی کی انگوٹھی دے کر کہا کہ یہ چیزیں پیرس میں میری بیوی ہیلن کو پہنچا دینا اور کہنا کہ مجھے افسوس ہے میں اس کے لیے کچھ نہیں کر سکا اور پھر کس طرح جرمن سپاہی اسے لے گئے اور گولی سے اُڑا دیا۔

ہیلن بُت بنی ناگ کی باتیں سنتی رہی۔ اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ کیوں کہ ابھی تھوڑی دیر

ے وہ اپنے خاوند کے ساتھ بیٹھی چائے پی رہی تھی۔ ر وہ مر گیا ہوتا تو وہاں کیسے آتا؟ ہیلن کو خیال آیا کہ سکتا ہے اس شخص کو دھوکہ ہوا ہو۔ مگر پھر اس کے پاس ن کے خاوند کا بٹوہ اور شادی کی انگوٹھی کیسے آ گئی؟ وہ پریشان ہو کر اٹھی اور کمرے میں ٹہلنے لگی۔ اس نے ناگ کے قریب آ کر پوچھا:

"کیا تم نے اپنی آنکھوں سے میرے خاوند کی لاش دیکھی تھی؟"

"ہاں ___ اس کی لاش گولیوں سے چھلنی تھی اور وہ مر چکا تھا۔"

ہیلن کے منہ سے جیسے اپنے آپ نکل گیا:

"پھر وہ دوبارا کیسے زندہ ہو کر میرے پاس آ گیا؟"

ہیلن نے ناگ کو بتایا کہ اس کا خاوند تھوڑی دیر ہوئی اس کے پاس بیٹھا تھا۔

ناگ نے کہا:

"میں نے دروازے کے سوراخ میں سے تم دونوں کو باتیں کرتے دیکھ لیا تھا۔ اسی لیے تو میں پریشان ہو رہا ہوں۔"

ہیلن ہاتھ مل رہی تھی:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔"
پھر فون کی طرف دیکھ کر بولی:
"میں اس کے دفتر فون کرتی ہوں۔"
اس نے فوراً نمبر گھمائے اور ریسیور کان کے پاس لا کر بولی:
"ہیلو! کیا میں سکویڈرن لیڈر ٹیلر سے بات کر سکتی ہوں؟ میں اس کی بیوی بول رہی ہوں۔"
دوسری طرف سے اس کے خاوند ٹیلر کی آواز آئی:
"میں ٹیلر بول رہا ہوں ڈارلنگ۔"
ہیلن کا رنگ سُرخ ہو گیا۔ اس نے ناگ کی طرف منہ کر کے سرگوشی میں کہا:
"میرا خاوند بول رہا ہے۔"
ناگ اور زیادہ اُلجھ گیا۔
ہیلن نے فون پر کہا:
"ڈارلنگ تم کتنی دیر میں آؤ گے؟"
دوسری سے آواز آئی:
"میں نے سب انتظام کر لیا ہے۔ بس آ رہا ہوں تم تیار رہنا۔ ہم انگلستان چلے جائیں گے جرمن فوجیں فرانس میں داخل ہو گئی ہیں۔"
ہیلن نے کہا:

"ڈارلنگ! میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔"
"تمہیں پیار ڈارلنگ!"
اور دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔ ریسیور ہیلن کے ہاتھ میں تھا اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ناگ کو تک رہی تھی، پھر بولی:
"شاید تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میرا خاوند زندہ ہے۔ وہ ابھی مجھ سے بات کر رہا تھا۔"
ناگ نے کہا:
"پھر اس نے اپنا بٹوہ مجھے تمہیں دینے کے لیے کیوں دیا؟"
ہیلن بولی:
"ہو سکتا ہے تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم نے یہ بٹوہ کسی طرح سے میرے خاوند کی جیب سے نکال لیا ہو اور اب مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کرنے کا پروگرام بنا رہے ہو۔"
ناگ نے کہا:
"میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کہوں گا۔ تمہارا خاوند ابھی آ رہا ہے میں اس سے بات کروں گا۔ وہ خود تمہیں بتائے گا کہ یہ بٹوہ اسی نے مجھے دیا تھا۔"

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیلن بے چینی سے ٹہلنے لگی۔ اتنے میں دروازے کی گھنٹی بجی۔ ہیلن نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا تھوڑی دیر بعد نوکرانی پلیٹ میں ایک خط رکھے اندر آئی۔ یہ سرکاری فوجی خط تھا۔ نوکرانی خط دے کر چلی گئی۔ ہیلن نے خط کھول کر پڑھا۔ اس میں چار سطریں لکھی تھیں۔ خط پڑھنے کے بعد اس کا رنگ زرد ہو گیا اور وہ صوفے پر گر پڑی۔ خط نیچے قالین پر گر پڑا۔ ناگ نے جلدی سے ہیلن کو پانی کا ایک گھونٹ پلایا اور اسے صوفے پر سکون سے بٹھا کر بولا:

"خط میں کیا لکھا تھا؟"

ہیلن نے خط کی طرف اشارہ کیا اور منہ سے کچھ نہ بولی۔ ہیلن کا رنگ زرد تھا اور جسم ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ ناگ نے خط اُٹھا کر پڑھا، لکھا تھا:

"ہم بڑے دُکھ کے ساتھ آپ کو خبر دے رہے ہیں کہ آپ کا خاوند سکوڈرن لیڈر ٹیلر وطن کی خدمت کرتے ہوئے دشمنوں کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا ہے۔ قوم ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھے گی۔"

ناگ نے ہیلن سے کہا:

"اب تو تمہیں یقین آ گیا ہو گا کہ تمہارا خاوند زندہ

نہیں ہے؟"

ہیلن نے آہ بھر کر کہا:

"کیا وہ زندہ ہو کر میرے پاس آیا ہے؟ کیا ایک مُردہ زندہ ہو سکتا ہے؟"

"اس گتھی کو ابھی ہمیں حل کرنا ہے۔" ناگ نے کہا۔

اب ہیلن کو خیال آنے لگا کہ اس کا خاوند جاتی دفعہ دروازے سے کیوں نہیں گیا تھا اور کھڑکی میں سے باہر کودا تھا۔ یہ ایک انوکھی اور عجیب بات تھی جو زندہ حالت میں اس نے کبھی نہیں کی تھی۔ کوٹھی کے پیچھے والے باغ سے ایسی آواز آئی جیسے کوئی جھاڑیوں میں سے گزر کر چلا آ رہا ہو۔ ہیلن نے لپک کر باغ کی طرف کھلنے والی کھڑکی میں سے باہر جھانک کر دیکھا اور بولی:

"میرا خاوند آ رہا ہے۔"

ناگ نے بٹوہ ہیلن کے ہاتھ میں دے کر کہا:

"میں پردے کے پیچھے چھپ جاتا ہوں۔ تم اسے یہ بٹوہ دکھانا۔ دیکھنا پھر وہ کیا کہتا ہے۔"

ناگ پردے کے پیچھے جا کر چھپ گیا۔ ہیلن نے بٹوہ ہاتھ میں تھام کر ہاتھ پیچھے کر لیا۔ اتنے میں اس کا مرا ہوا خاوند کھڑکی میں سے کمرے میں داخل ہوا۔ وہ اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بار بھی کھڑکی کے راستے اندر آیا تھا۔ اس کے چہرے پر ایک اداس مسکراہٹ تھی۔ ناگ نے پردے کے پیچھے سے دیکھا کر ہواباز کا رنگ زرد تھا اور چہرے پر موت کی سفیدی تھی۔ یہ بات صرف ناگ ہی دیکھ سکتا تھا۔ ہیلن بھی اب اسے عجیب خوف زدہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ کچھ ڈری ڈری اور سہمی سہمی تھی۔

ہواباز نے کہا:

"کیا تم میرے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو ہیلن؟"

ہیلن نے ڈری ہوئی آواز میں پوچھا:

"کہاں؟"

اسے خیال آیا کہ ایک مرا ہوا شخص اسے اپنے ساتھ کہاں لے جا رہا ہے۔ وہ یہ بھول ہی گئی کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے کی ملاقات میں اور فون پر بھی اس کے خاوند نے کہا تھا کہ وہ اسے اپنے ساتھ لے کر فرانس سے انگلستان چلا جائے گا۔ کیوں کہ فرانس پر جرمن قبضہ کرنے والے ہیں۔

اس کے خاوند نے کہا:

"انگلستان اور کہاں! کیا تمہیں یاد نہیں میں تمہیں اپنے ساتھ فرانس سے نکال لے جانا چاہتا ہوں

یں نے سارا انتظام کر لیا ہے۔"

ہیلن نے جواب دینے یا سوال کرنے کی بجائے ہاتھ ی کر کے اپنے خاوند کا وہ بٹوہ میز پہ رکھ دیا جو ں نے مرنے سے تھوڑی دیر پہلے ناگ کو دیا تھا۔ ے کو دیکھ کر ہیلن کے خاوند پر گویا بجلی سی گر ڑی۔ وہ پتھر کا بُت بن کر اپنی بیوی کو ٹکٹکی باندھے نے لگا۔ اس کے چہرے کا رنگ اور زرد ہو گیا۔

ہیلن نے کہا:

"ڈارلنگ! اس بٹوے کو پہچانتے ہو؟ یہ تمہارا بٹوہ ہے۔ اس میں ہماری شادی کی تصویر بھی ہے اور وہ انگوٹھی بھی جو تم نے شادی کے موقع پر مجھے دی تھی۔ تمہیں یاد ہے تم نے یہ بٹوہ کس کو دیا تھا ڈارلنگ۔"

ناگ نے محسوس کیا کہ دہشت کے مارے ہیلن کی آواز کانپ رہی تھی۔ کیوں کہ اسے اب یقین ہو چکا تھا کہ وہ اپنے مرے ہوئے خاوند سے بات کر رہی ہے۔ انگریز ہوا باز کے چہرے پر ہلکی سی اداس مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر ہیلن کے کندھے پر رکھنا چاہا مگر ہیلن ڈر کر پیچھے ہٹ گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُس کے خاوند نے کہا:

"ڈرو نہیں ہیلن ڈارلنگ! یہ بٹوہ میری جیب سے کسی نے نکال لیا تھا۔"

یہ سن کر ناگ پردہ ہٹا کر سامنے آ گیا:

"مجھے پہچانتے ہو دوست؟ یہ بٹوہ تم نے مجھے دیا تھا۔"

موت کا وعدہ

مرے ہوئے ہوا باز نے ناگ کی طرف دیکھا اور آہ بھر کر کہا:

"میرے دوست! مجھے خوشی ہے کہ تم اپنا وعدہ پورا کرنے اور میری بیوی کو یہاں سے نکالنے کے لیے آ گئے ہو۔ لیکن تم نے مجھے اس خوشی سے محروم کر دیا ہے۔ جو مجھے اپنی پیاری بیوی کو خود یہاں سے نکال کر اپنے گھر لندن پہنچانے میں ملنے والی تھی۔ لیکن میری تقدیر میں یہی لکھا تھا اور میں اسے قبول کرتا ہوں۔"

ناگ اور ہیلن مرے ہوئے انسان کو دیکھ رہے تھے۔

ناگ نے کہا:

"مگر تم تو مر گئے تھے پھر تم۔"

"زندہ کیسے ہو گیا؟ تم یہی پوچھنا چاہتے ہو نا؟"

مرے ہوئے ہوا باز نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بیٹھو! میں تم دونوں کو بتاتا ہوں کہ میں زندہ کیسے ہو گیا؟"

ہیلن اور ناگ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ مرا ہوا ہواباز بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے ٹھنڈی آہ بھری اور کہا:

"جرمن سپاہیوں نے جب میرے سینے پر مشین گن کی بوچھاڑ ماری تو میرے دل میں صرف یہی خیال تھا کہ میری بیوی ہیلن پیرس میں ہے۔ اس کا کیا ہو گا؟ جرمنوں نے فرانس پر قبضہ کر لیا ہے۔ خدا جانے پھر میری بیوی کے ساتھ کیا گزرے گی۔ جب موت کا فرشتہ میری جان نکالنے لگا تو میں نے اس سے التجا کی کہ اے موت کے فرشتے! میں مرنے سے نہیں ڈرتا مگر خدا کے لیے مجھے اتنی مہلت دے دو کہ میں اپنی بیوی کو خود پیرس سے نکال کر اپنے لندن والے گھر پہنچا دوں۔ اس کے بعد بے شک تم میری جان نکال لینا۔ موت کا فرشتہ اس محبت سے بہت متاثر ہوا تھا جو مجھے اپنی بیوی ہیلن سے ہے۔ اس نے میری التجا قبول کر لی اور کہا کہ میری روح میرے جسم کا روپ بدل کر پیرس جا کر اپنی بیوی کو بچا سکتی ہے۔ پس میں

وہاں سے سیدھا یہاں اپنی بیوی ہیلن کے پاس آ گیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا تم دونوں کو معلوم ہے۔"

ہیلن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ وہ اپنے خاوند کے گلے لگنے لگی تو اس کے خاوند نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہیں روک دیا اور کہا:

"اب مجھے ہاتھ نہ لگانا۔ میرے قریب نہ آنا۔ موت میرے ساتھ کھڑی ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ میری مہلت کا وقت پورا ہو گیا ہے۔ میرے دوست نے بھی اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے اور وہ اب تمہیں اپنی حفاظت میں یہاں سے نکال کر لندن پہنچا دے گا۔ کیوں میرے دوست تم اس کا ذمہ لیتے ہو؟"

ناگ نے کہا:

"ہاں! میں ذمہ لیتا ہوں کہ تمہاری بیوی کو اپنی حفاظت میں لندن تمہارے گھر پہنچا دوں گا۔"

مرے ہوئے ہواباز نے کہا:

"یہی میری زندگی کی آخری خواہش تھی جس کی موت سے التجا کی تھی اور اس نے قبول کر لی تھی۔ میری خواہش پوری ہو گئی۔ اب میں موت کے ساتھ واپس جا رہا ہوں۔ خدا حافظ!"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیلن کی چیخ نکل گئی۔ اس کے مرے ہوئے خاوند نے کہا:

"گھبراؤ نہیں میری پیاری بیوی! موت ایک دن سب کو آتی ہے۔ میں تو پہلے ہی مر چکا تھا۔"

یہ کہہ کر مرا ہوا ہواباز کرسی سے اُٹھا۔ آہستہ سے پیچھے مڑا اور بولا:

"اے موت کے رحم دل فرشتے! میں تمہارے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی مشین گن کی گولیاں چلنے کی تڑاتڑ کی آواز سے کمرہ گونجا۔ ہواباز فرش پر گرا۔ اس کی بیوی ہیلن چیخ مار کر اپنے خاوند کی لاش پر جھکی مگر وہاں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ فرش پر بچھا ہوا قالین خالی تھا۔ اس کے خاوند کی لاش غائب ہو چکی تھی۔ اس نے اپنا وعدہ اور موت کے فرشتے نے اپنا وعدہ پورا کر دیا تھا۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور نوکرانی گھبرائی ہوئی اندر داخل ہوئی:

"مالکن! جرمن فوجیں پیرس میں داخل ہو گئی ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"یہاں سے نکل چلو۔"

ہیلن نے اپنے پرس میں کچھ قیمتی جواہرات رکھے۔ نوکرانی کو ساتھ لیا اور ناگ کے ساتھ بنگلے سے باہر آ گئی۔ گیراج

سے گاڑی نکالی اور اس میں سوار ہو کر ہوائی اڈے کی جانب روانہ ہو گئی۔ شہر کی سڑکوں پر لوگ گھبراہٹ میں اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔ سرحد کی جانب سے توپوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔

لوگوں کے رش کی وجہ سے ان کی گاڑی آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ ہیلن بڑی مشکل سے گاڑی کو ایک گلی میں سے نکال کر ہوائی اڈے کی طرف جانے والی بڑی سڑک پر لے آئی۔ آسمان پر دو جرمن لڑاکا طیارے نمودار ہوئے۔ انہوں نے جھک کر ایک غوطہ لگایا اور سڑک پر گولیوں کی بوچھاڑ ماری۔ ہیلن کی چیخ نکل گئی۔

ناگ نے کہا:

"گاڑی کو سڑک کے کنارے پر لے آؤ۔"

سڑک کے کنارے درخت اُگے ہوئے تھے۔ ہیلن گاڑی کو درختوں کے نیچے لے آئی اور کچی سڑک پر اس کی رفتار تیز کر دی۔ جرمن طیاروں کی فائرنگ سے ایک گاڑی اُلٹ گئی اور لوگ زخمی ہو گئے۔ ہوائی اڈے کا ٹاور دکھائی دیا تو اس کے ساتھ ہی تین جرمن بمبار طیارے آئے اور ہوائی اڈے پر بم گرا کر اوپر اٹھ گئے۔ ایک کے بعد ایک بڑے زبردست چار دھماکے ہوئے اور ہوائی اڈے میں جگہ جگہ آگ بھڑک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اٹھی۔ فضا ہوائی حملے کے الارم سے گونج اٹھی۔

ہیلن نے کہا:

"ہم ہوائی جہاز سے فرار نہ ہو سکیں گے۔ جرمن طیارے بم باری کر رہے ہیں۔"

جرمن طیارے غوطہ لگا لگا کر بم پھینک رہے تھے۔

نوکرانی نے کہا:

"یہاں سے نکل کر میرے ہاں چلے چلیں مالکن! ہم رات کو فرار ہونے کی کوشش کریں گے۔"

ہیلن نے ناگ سے پوچھا:

"تمہارا کیا خیال ہے ناگ؟"

ناگ نے جب دیکھا کہ ہوائی اڈے پر زبردست بمباری ہو رہی ہے اور اس وقت وہاں سے جہاز پکڑ کر فرار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تو کہا:

"میرا خیال ہے نوکرانی ٹھیک کہتی ہے۔ ہمیں رات کو فرار ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس وقت خطرہ ہے۔"

ہیلن نے گاڑی کا رخ نوکرانی کے گھر کی طرف موڑ دیا۔ اس کا گھر شہر سے باہر شمال مغرب میں ایک نہر کے کنارے تھا۔ یہ ایک دو کمروں والا چھوٹا سا مکان تھا جس میں ایک

تہ خانہ بھی تھا۔ اس تہہ خانے میں سردیوں کے لیے آلو اور پیاز کی بوریاں رکھی جاتی تھیں۔ ہیلن اور ناگ کو نوکرانی نے کمرے میں بٹھایا اور کہا:

"میں ریڈیو لاتی ہوں۔"

وہ ساتھ والے کمرے سے ریڈیو لے آئی۔ ہیلن نے ریڈیو لگایا۔ ریڈیو پر ایک جرمن آفیسر فرانسیسی زبان میں اعلان کر رہا تھا کہ فرانس پر جرمن فوجوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ کوئی شخص اپنے گھر سے باہر نہ نکلے۔ پیرس میں بہتر گھنٹے کا کرفیو لگا دیا گیا ہے۔

ہیلن نے ریڈیو بند کر کے اپنا سر پکڑ لیا:

"ہم نے باہر نکلنے میں دیر کر دی۔ اب ہم یہاں سے کبھی فرار نہ ہو سکیں گے۔"

ناگ نے کہا:

"تمہیں یہاں سے نکال کر تمہارے لندن والے گھر میں پہنچانا میرا فرض ہے اور میں یہ فرض ہر حالت میں پورا کر دوں گا۔"

نوکرانی نے کہا:

"میں آپ کے ساتھ رہوں گی۔"

ہیلن بولی:

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم اپنی زندگی ہمارے لیے خطرے میں نہ ڈالو۔ تم اپنے گاؤں چلی جاؤ۔"

نوکرانی بولی:

"نہیں مالکن — میں آپ کو اکیلا نہیں چھوڑوں گی میرا مرنا جینا آپ کے ساتھ ہے۔"

ناگ نے کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھا۔ سڑک پر سناٹا چھا گیا تھا اور جرمن فوجوں سے بھرے ہوئے ٹرک گذر رہے تھے۔

ناگ نے کھڑکی بند کر دی:

"اب کیا ہو گا؟" ہیلن بولی، "جرمن سپاہی گھر گھر کی تلاشی لیں گے۔ وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

ناگ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا:

"حوصلے سے کام لو ہیلن! خدا نے چاہا تو ہم بہت جلد یہاں سے نکل جائیں گے۔"

ہیلن نے کہا:

"تم جرمن فوج کو شاید نہیں جانتے۔ وہ یہاں سے کسی چڑیا کو بھی اڑ کر فرار ہونے کا موقع نہیں دیں گے۔"

ناگ نے ہیلن سے پوچھا:

"کیا تم شہر کے تمام علاقوں سے واقف ہو؟"

"ہاں۔ مگر اس سے کیا ہو گا۔ ہم یہاں سے ایک قدم باہر نہیں رکھ سکتے۔"

"دیکھا جائے گا۔ تم مجھے سوچنے دو ذرا۔"

اور ناگ کمرے میں ٹہلنے لگا۔ وہ کسی گہری سوچ میں تھا۔ پھر اس نے کھڑکی تھوڑی سی کھول کر باہر دیکھا۔ اب جرمن فوجوں کے پیدل دستے مارچ کرتے گذر رہے تھے۔ ان کے سروں کے ہلمٹ غروب ہوتے سورج کی روشنی میں چمک رہے تھے۔

ناگ نے ہیلن سے کہا:

"اس سڑک پر سے جرمن فوجیں برابر گذر رہی ہیں ہو سکتا ہے وہ کھانے پینے کی تلاش میں یا لوٹ مار کرنے ادھر بھی آ جائیں۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ تم نیچے تہہ خانے میں جا کر چھپ جاؤ۔"

نوکرانی نے کہا:

"بہتر یہ ہے کہ تم دونوں نیچے جا کر چھپ جاؤ کیوں کہ میں فرانس کی رہنے والی ہوں۔ میں ان سے بات کر سکوں گی۔ تمہارا رنگ سانولا ہے اور جرمنوں کو تم پر جاسوس ہونے کا شک پڑ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سکتا ہے۔"

ناگ نے جواب دیا:

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ لیکن کیا جرمنوں کی نظر تہہ خانے پر نہیں جائے گی؟"

نوکرانی بولی:

"میں فرش کے اوپر چٹائی ڈال دوں گی۔"

ابھی وہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ انہیں سپاہیوں کے بھاری قدموں کی آواز سنائی دی۔ ہیلن نے کھڑکی میں سے دیکھا اور گھبرا کر کھڑکی بند کر دی:

"جرمن سپاہی آ رہے ہیں۔"

نوکرانی نے کہا:

"جلدی سے نیچے چلے جائیں۔ جلدی کریں۔"

اس نے فرش میں لگا ہوا لکڑی کا تختہ ایک جگہ سے پیچھے ہٹایا۔ نیچے چھوٹا سا تہہ خانہ تھا۔ رستے کی ایک سیڑھی لگی ہوئی تھی۔ ہیلن اور ناگ سیڑھی پر پاؤں رکھ کر تہہ خانے میں اتر گئے۔ نوکرانی نے اوپر سے تہہ خانہ بند کر کے چٹائی بچھا دی۔ دروازے پر کسی نے زور زور سے پاؤں مارنے شروع کر دیئے۔ نوکرانی نے بھاگ کر دروازہ کھول دیا۔ چار جرمن سپاہی مکان میں داخل ہو گئے۔

یا چاہیے تمہیں؟" نوکرانی نے پوچھا:

رمن سپاہی قہقہہ مار کر ہنسے۔ ایک سپاہی نے رائفل ٹ سے نوکرانی کو ایک طرف دھکا دیا۔ وہ گر پڑی۔ انے میں نیچے ناگ اور ہیلن کو نوکرانی کے گرنے رمن سپاہیوں کے قہقہے لگانے کی آوازیں صاف آ تھیں۔

ناگ نے کہا:

"وہ اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ ہمیں اس کی مدد کرنی چاہیے۔"

ہیلن بولی:

"ہم کیا کر سکتے ہیں؟ اس وقت خود ہماری زندگی خطرے میں ہے۔"

اچانک گولی چلنے کی آواز آئی اور کوئی فرش پر گرا:

"انہوں نے اسے گولی مار دی ہے۔" ہیلن پریشانی سے بولی۔

ناگ نے کہا:

"میں اوپر جاتا ہوں۔"

"وہ تمہیں بھی گولی مار دیں گے۔" ہیلن نے کہا:

"تم کونے میں آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاؤ۔ میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اوپر جا رہا ہوں۔"

اتنا کہہ کر ناگ رسّے کی سیڑھی کی طرف بڑھا۔ تہہ خانے میں اندھیرا تھا اور ہیلن ناگ کو پوری طرح نہیں دیکھ سکتی تھی۔ پھر بھی وہ اس کی ہدایت کے مطابق کونے میں آنکھیں بند کر کے بیٹھ گئی۔ وہ حیران تھی کہ ناگ نے اسے آنکھیں بند کرنے کے لیے کیوں کہا ہے۔

ناگ نے ہیلن کو آنکھیں بند کرنے کے لیے اس لیے کہا تھا کہ اس کا خیال تھا کہ وہ سانپ کی شکل میں باہر نکلے گا۔ لیکن اوپر جا کر اس نے دیکھا کہ تہہ خانے کا تختہ فرش کے ساتھ بالکل ملا ہوا تھا اور ذرا سا بھی کہیں سوراخ نہیں تھا۔ اب اس نے ارادہ بدل لیا اور سوچا کہ وہ باہر نکل کر اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کر دے۔ اس نے تہہ خانے کا تختہ پرے ہٹا دیا۔ تختے کے ہٹتے ہی جرمن سپاہی رائفل تان کر ناگ کی طرف بڑھے۔ ناگ نے ہاتھ کھڑے کر لیے اور جرمن زبان میں کہا:

"میں ہندوستانی ہوں۔ جرمنی میں مزدوری کرتا رہا ہوں۔ فرانس میں بھی مزدوری کرنے آیا تھا۔"

ناگ نے دیکھا کہ فرش پر خون میں لت پت نوکرانی کی لاش پڑی تھی۔ جرمنوں نے اسے ہلاک کر دیا تھا۔ ناگ

کو سخت طیش آیا۔ یہ ظلم تھا۔ جرمن سپاہیوں نے ناگ کو گھیر لیا اور پھر پیچھے جھانک کر دیکھا:

"نیچے اور کون ہے تمہارے ساتھ؟"

ناگ نے کہا:

"کوئی نہیں۔ میں اکیلا چھپا ہوا تھا۔"

جرمن سپاہیوں نے دیکھا کہ تہہ خانے میں اندھیرا تھا۔ انہوں نے یونہی تہہ خانے میں رائفل سے چھ سات گولیاں فائر کر دیں اور پھر ناگ کے ہاتھ پیچھے باندھے اور رائفل کا بٹ کندھے پر مار کر اسے دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ پھر مکان کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ صندوقوں اور الماریوں میں سے چیزیں نکال نکال کر باہر پھینکنے لگے۔ ایک سپاہی ناگ کے پاس رہا باقی سپاہی لوٹ مار کرنے دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ ناگ نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے جرمن سپاہی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ ناگ کی آنکھوں سے مقناطیسی شعاعیں نکلنے لگیں۔ جرمن سپاہی کو چکر سا آ گیا۔ اس نے اپنے سر کو جھٹکا دیا اور ناگ کو دھکا دینے لگا تھا کہ ناگ اس وقت تک سانپ کی شکل اختیار کر کے اس کی گردن کے ساتھ لپٹ چکا تھا تاکہ اس کی آواز بلند نہ ہو سکے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سپاہی ایک سیکنڈ میں اگلے جہاں کو روانہ ہو چکا تھا۔ ناگ دوسرے ہی لمحے انسانی شکل میں واپس آ گیا۔ اس نے سپاہی کی رائفل اٹھائی اور دوسرے کمرے کے دروازے کے پاس آ کر پاس جھانک کر اندر دیکھا۔

تینوں جرمن سپاہی غریب نوکرانی کے سامان کو توڑ پھوڑ رہے تھے۔ وہ ناگ کی رائفل کی زد میں تھے۔ ناگ کی رائفل سے ایک کے بعد دو اور تین گولیاں نکلیں اور تینوں سپاہی منہ کے بل گرے اور وہیں ڈھیر ہو گئے۔ ناگ نے رائفل پھینکی۔ تہہ خانے کا تختہ اٹھا کر نیچے ہیلن کو آواز دی کہ وہ جلدی سے اوپر آ جائے۔ اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں ہیلن کو نیچے گولی نہ لگ گئی ہو۔ مگر خدا کا شکر رہا کہ گولی اسے نہیں لگی تھی۔ وہ اوپر آ گئی۔ اس نے نوکرانی کی لاش دیکھی تو خوفزدہ ہو گئی۔

"ہمیں یہاں سے نکل جانا ہو گا" ناگ نے کہا۔

"مگر کیسے نکلیں گے؟ باہر جرمن سپاہیوں کے ٹرک جا رہے ہیں"

"میں تمہیں قیدی بنا کر لے جاؤں گا"

"کیا کہہ رہے ہو تم ناگ؟"

"تم خاموش رہنا"

یہ کہہ کر ناگ نے جرمن سپاہی کی وردی اتار کر خود پہن لی۔ ہیلن کے ہاتھ پیچھے باندھے اور کہا:

"اب تم خاموش رہنا"

ناگ نے رائفل تان کر ہیلن کو آگے لگایا اور مکان سے باہر آ گیا۔ باہر سڑک پر جرمن سپاہی ٹرکوں اور جیپوں میں بیٹھے جا رہے تھے۔ ناگ بھی جرمن سپاہی کی وردی میں تھا۔ اس کے پاس شناختی کارڈ بھی نہیں تھا اور اس کا رنگ بھی جرمن سپاہیوں ایسا گورا اور سرخ نہیں تھا۔ وہ دوسرے جرمن سپاہیوں کے قریب نہیں جانا چاہتا تھا۔ سڑک کے پار ایک باغ کا پارک تھا۔ اس پارک کی دوسری جانب آبادی کے مکان اور گلی کوچے تھے جو ویران پڑے تھے۔

ناگ نے ہیلن سے کہا:

"ہم اس آبادی میں جائیں گے"

وہ ہیلن کو قیدی بنائے آگے آگے چلاتا اور خود رائفل کو تانے سڑک پار کر کے پارک میں آ گیا۔ دور سے دیکھنے والوں کو یہی محسوس ہوتا تھا کہ ایک جرمن سپاہی کسی فرانسیسی عورت کو قیدی بنا کر لیے جا رہا ہے۔ سورج بادلوں میں چھپ گیا تھا اور ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی تھی۔

ناگ نے ہیلن سے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیا اس آبادی میں تمہارے کوئی جاننے والے رہتے ہیں؟"

ہیلن بولی:

"نہیں — یہاں میں کسی کو نہیں جانتی"

"کوئی بات نہیں"

"مگر ناگ ہمیں یہاں سے سرحد کی طرف جانا چاہیے تاکہ وہاں سے انگلستان کی طرف بھاگ سکیں"

ناگ نے کہا:

"انگلستان فرار ہونا اب اتنا آسان نہیں رہا جرمن فوجیں بھاری تعداد میں سرحدوں پر بیٹھی ہیں اور پھر آگے سمندر ہے ہمیں کسی جگہ چھپ کر کوئی سکیم تیار کرنی ہوگی"

وہ پارک سے گذر کر آبادی میں داخل ہو گئے۔ یہ اونچی نیچی پتھریلی گلیوں والی گنجان آبادی تھی۔ مکانوں کی کھڑکیاں اور دروازے بند تھے۔ ناگ نے ایک جگہ "ہوٹل ڈی پیرس" لکھا ہوا دیکھا۔ یہ چھوٹا سا دو منزلہ ہوٹل تھا۔ اس کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ ناگ نے ایک جرمن سپاہی کی اداکاری کرتے ہوئے پاؤں کی ٹھوکر مار کر دروازے کو کھول دیا اور اندر داخل ہو کر رائفل تان کر کہا:

"ہینڈز اپ"

اندر کوئی بھی نہیں تھا۔ ایک بوڑھا فرانسیسی کاؤنٹر کے پیچھے سے ہاتھ کھڑے کر کے نمودار ہوا اور فرانسیسی میں بولا:

"مجھے گولی نہ مارو۔ تم یہ ہوٹل لے لو۔ یہ تمہارا ہے۔ مجھے گولی نہ مارو"

ناگ نے پوچھا:

"یہاں کوئی اور جرمن سپاہی تو نہیں ہے؟"

بوڑھے نے کہا:

"نہیں"

"اوپر کمرہ ہے کوئی؟"

"ہاں ابھی کھولتا ہوں"

"نہیں۔ تم یہیں رہو۔ چابی مجھے دے دو"

ناگ چابی لے کر اوپر والے کمرے میں آ گیا۔ ہیلن کے ہاتھ کھولے۔ ہیلن نے اطمینان کا سانس لیا اور بولی:

"ابھی کتنی دیر تک تمہیں اداکاری کرنی ہوگی؟"

ناگ نے رائفل بستر پر پھینک کر کہا:

"کچھ پتہ نہیں۔ کم از کم یہاں آرام سے بیٹھ کر فرار کی کوئی سکیم تو بنا سکتے ہیں"

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیلن صوفے پر بیٹھ گئی اور آہ بھر کر بولی:

"میں سمجھتی ہوں کہ اب یہاں سے فرار ہونا اتنا آسان نہیں جتنا تم سمجھتے ہو ناگ۔"

ناگ کی طاقت سے ہیلن چونکہ واقف نہیں تھی اس لیے ناامیدی کی باتیں کر رہی تھی۔

"آخر تم کب تک جرمن سپاہی بنے رہو گے؟ تمہارے پاس شناختی کارڈ بھی نہیں اور پھر تمہارا رنگ بھی جرمن سپاہیوں ایسا سرخ و سفید نہیں ہے تم پکڑ لیے جاؤ گے اور میں بھی تمہارے ساتھ گولیوں کا نشانہ بن جاؤں گی۔"

ناگ نے کہا:

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تم ذرا خاموش رہنے کی کوشش کرو۔"

پھر دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا:

"میں ذرا باہر کا جائزہ لیتا ہوں۔ تم باہر مت نکلنا۔"

ناگ دروازہ بند کر کے باہر نکل گیا۔ باہر چھوٹی سی راہداری تھی جو ہوٹل کے آمنے سامنے بنے ہوئے کمروں کے درمیان تھوڑی دور تک جاتی تھی۔

ہیلن کا خیال بالکل ٹھیک تھا۔ ناگ زیادہ دیر تک اپنی موجودہ شکل میں جرمن سپاہی نہیں بنا رہ سکتا تھا۔ وہ پکڑا جا سکتا تھا۔ اسے اپنی فکر نہیں تھی۔ وہ تو پرندہ بن کر ایک پل میں وہاں سے فرار ہو سکتا تھا۔ اسے تو ہیلن کی فکر تھی۔ اس نے ہیلن کے مرنے والے خاوند سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے حفاظت سے لندن پہنچائے گا۔ ہیلن کی زندگی خطرے میں تھی اور اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہاں سے ہیلن کو لے کر نکلنا اتنا آسان کام نہیں تھا۔ جرمن فوجوں نے چاروں طرف مورچے سنبھال رکھے تھے اور پھر انگلستان اور فرانس کے درمیان سمندر تھا۔ بائیس میل لمبا سمندر۔ اس سمندر کو پار کر کے ہی ناگ ہیلن کو لندن پہنچا سکتا تھا اور ہوائی جہاز میں بھاگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ناگ کو ماریا کا بھی خیال لگا ہوا تھا۔ ماریا فرانس میں رہ گئی تھی۔ ماریا کو بھی ابھی تلاش کرنا تھا۔ لیکن اس نے دل میں یہی فیصلہ کر لیا تھا کہ پہلے ہیلن کو حفاظت سے لندن پہنچائے گا اور پھر واپس آ کر ماریا کو تلاش کرے گا۔

ناگ نے دیکھا کہ سارے کمرے خالی تھے۔ وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے لابی میں آ گیا۔ بوڑھا فرانسیسی وہاں نہیں تھا۔ ناگ کو تشویش ہوئی کہ کہیں وہ اس کے خلاف کوئی سازش نہ کر رہا ہو۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ بوڑھا کہیں دکھائی نہ دیا۔ ناگ واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ اسے پیچھے سے آواز آئی:

"ہینڈز اَپ۔"

ناگ نے ہاتھ کھڑے کر لیے اور پیچھے گھوم کر دیکھا کہ ایک جرمن کیپٹن پستول تانے کھڑا تھا۔ اس کے پیچھے تین جرمن سپاہی بھی رائفلیں تانے کھڑے تھے۔

ناگ نے کہا:

"میں جرمن سپاہی ہوں۔ کیا تم میری وردی نہیں دیکھ رہے؟"

جرمن کیپٹن نے قریب آ کر ناگ کو گھور کر دیکھا اور کہا:

"مگر تمہارا رنگ جرمنوں ایسا نہیں ہے۔ تمہارا فوجی شناختی کارڈ کہاں ہے؟ کیا میں دیکھ سکتا ہوں؟"

اس کا ناگ کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ جس کا اسے ڈر تھا آخر وہی ہوا تھا۔

جرمن کپتان نے کہا:

"وہ عورت کون ہے جسے تم ساتھ لائے ہو؟"

ناگ نے کہا:

"وہ۔۔۔ وہ میری دوست ہے۔"

جرمن کیپٹن نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ناگ کو گرفتار کر

لیا جائے۔ سپاہیوں نے اسی وقت ناگ کو قابو کر لیا۔ دو سپاہی اپنے کیپٹن کا اشارہ پا کر اوپر گئے اور ہیلن کو بھی پکڑ کر لے آئے۔

"انہیں ہیڈ کوارٹر لے چلو۔"

بوڑھے فرانسیسی نے جرمن سپاہیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ناگ اور ہیلن کو گرفتار کروا دیا تھا۔ ہیلن کا چہرہ اتر گیا تھا۔ وہ فوجی جیپ میں ساتھ ساتھ بیٹھے تھے اور جیپ جرمن فوج کے ہیڈ کوارٹر کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ ناگ کو معلوم تھا کہ ایک بار وہ ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے تو پھر وہاں سے ہیلن کو زندہ نکال کر واپس لانا ناممکن ہو جائے گا۔ اسے جو کچھ کرنا تھا ابھی کرنا تھا۔ ناگ کا دماغ تیزی سے کام کرنے لگا۔ جیپ درختوں کے نیچے ایک سڑک پر سے گزر رہی تھی۔

اب ایسا ہوا کہ ناگ کو ایک عجیب مانوس خوشبو محسوس ہوئی۔ یہ خوشبو اس کے لیے نئی نہیں تھی۔ یہ ماریا کی خوشبو تھی۔ پہلے یہ خوشبو ہلکی تھی۔ پھر تیز ہو گئی۔ ناگ چوکنا ہو گیا۔ اس نے آہستہ سے کہا:

"ماریا؟"

ہیلن اور آگے بیٹھے ہوئے جرمن کیپٹن نے حیران ہو کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ کو دیکھا۔

جرمن کیپٹن نے کہا:

"خبردار! خاموش رہو۔"

وہ یہ سمجھا کہ ہیلن کا نام ماریا ہے اور ناگ ماریا کو بلا رہا تھا۔ مگر اصل حیرانی ہیلن کو تھی۔ کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ اس کا نام ماریا نہیں ہے اور ناگ نے ماریا کو آواز دی تھی۔ اس نے سرگوشی سے پوچھا:

"یہ تم کس ماریا کو بلا رہے ہو؟"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی ساری توجہ ماریا کی خوشبو تھی جو اب اسے بڑے قریب سے آرہی تھی۔

ناگ نے پھر کہا:

"ماریا؟"

جرمن کیپٹن نے چلّا کر کہا:

"خاموش! نہیں تو کھوپڑی اڑا دوں گا۔"

ماریا نے کہا:

"ناگ! میں ہوں ماریا۔"

"خدا کا شکر ہے کہ تم مل گئیں۔"

اب ہیلن اور دوسرے جرمن سپاہی بھی حیرانی سے ناگ کو تکنے لگے کہ یہ کس سے باتیں کر رہا ہے۔ جرمن کیپٹن کو سخت غصہ

آگیا۔ اس نے پستول نکال کر ناگ کی طرف اس کا رخ کر دیا۔

"اگر اب تم نے زبان کھولی تو گولی مار دوں گا۔ تم ہوا میں باتیں کر کے اپنے آپ کو پاگل ثابت کرنے کی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکو گے۔"

ناگ نے اب جرمن کیپٹن کی طرف توجہ دی۔ وہ اس کی بک بک سے تنگ آ گیا تھا۔ اُس نے کہا:

"سنو خرگوش کی اولاد! تمہاری زندگی کے دن پورے ہو گئے ہیں۔ اپنی آخری خواہش پوری کر لو۔ کیا تم سری پادے کھانا چاہتے ہو یا تمہارے سری پادے میں کھا جاؤں؟"

"بکواس بند کرو۔" جرمن کیپٹن غصے سے دھاڑا۔

جرمن کیپٹن نے غصے میں آکر گولی چلا دی۔ یہ ناگ کی خوش قسمتی تھی کہ گولی اس کے کان کے قریب سے ہو کر گذر گئی۔ اب اسے بھی طیش آگیا۔ اس نے ماریا سے کہا:

"ماریا! اس خرگوش کی اولاد کی دم کاٹ دو۔"

ناگ کے منہ سے یہ لفظ نکلے ہی تھے کہ جرمن کیپٹن کے ہاتھ سے پستول اچھل کر دور جا گرا اور پھر وہ خود بھی جیپ سے نکل کر باہر گر پڑا۔ ماریا نے اسے اٹھا کر پھینک دیا تھا۔ جیپ رک گئی۔ تینوں جرمن سپاہی جیپ سے نکلنے ہی والے تھے کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان کے سر باری باری بڑی تیز آواز کے ساتھ ایک دوسرے سے ٹکرائے اور وہ جیپ میں ہی بے ہوش ہو گئے۔ ماریا نے انہیں باہر پھینکا اور ناگ سے کہا:

"یہاں سے جیپ لے کر نکل چلو۔"

ماریا کی آواز ہیلن نہیں سن سکتی تھی۔ وہ حیران تھی کہ ناگ کس سے باتیں کر رہا ہے۔ کس کو حکم دے رہا ہے جس نے باری باری جرمن کیپٹن اور جرمن سپاہیوں کو ٹھکانے لگا دیا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا، ناگ اچھل کر ڈرائیور کی سیٹ پر آگیا اور جیپ سٹارٹ کر کے ستر میل فی گھنٹہ کی رفتار سے وہاں سے نکل گیا۔

○

ناگ اور ماریا وہاں سے ہیلن کو لے کر کیسے فرار ہوئے؟
عنبر کے ساتھ بغداد میں کیا بیتی؟
ناگ اور ماریا کہاں اور کس طرح عنبر سے ملے؟

ان سوالوں کے جواب آپ کو عنبر ناگ ماریا کے واپسی کے سفر کی اگلی قسط نمبر ۶ میں ملیں گے جس کا نام ہے "اور قبر کھل گئی" اگلے سنسنی خیز اور رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات پڑھنے کے لیے آج ہی اگلی قسط اپنے قریبی بک سٹال سے طلب کریں۔

عمران بلیک زیرو صفدر اور جولیا کے کارنامے

نیا مکتبہ اقرا کا

عمران سیریز

۱: موت کی نیند	۵/-	۱۱: آئرن کرٹن نمبر۱
۲: آپریشن زیرو لینڈ	۶/-	۱۲: آئرن کرٹن نمبر۲
۳: فرشتے کی موت	۷/۵۰	۱۳: عمران کا جنتر منتر
۴: شیطان کی ہنسی	۶/-	۱۴: بے چارہ غدار
۵: دھوتی کی لکیر	۷/۵۰	۱۵: سورج کی تلاش
۶: مٹی کا خلا	۷/۵۰	۱۶: ننگے بدمعاش
۷: ماضی کی تلاش	۷/۵۰	۱۷: ثریا کا اغوا
۸: ڈیتھ آف عمران	۷/۵۰	۱۸: کتے کا گناہ
۹: مہذب بھیڑیے		۱۹: کل می ناٹ
۱۰: نیویارک کی چیخ		

نیا مکتبہ اقرا ۱۴۔بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور نمبر ۸